شارح مثنوی عارف باللہ حضرت مرشدنا ومولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات نہایت اختصار کے ساتھ پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں، تاکہ طالبینِ حق کے لئے قدردانی وفیض رسانی کا باعث اور طریقِ سلوک میں مشعلِ راہ ثابت ہو ورنہ یہ اہل دل نہ اس کے خواہشمند اور نہ ہی اسکے محتاج ہوتے ہیں بقول تائب صاحب ؎

رشک شمس وقمر کو غم کیا ہے
کوئی روشن کرے ہزار دیا

ولادت باسعادت

ہندوستان کے صوبہ یو۔پی کے ضلع پرتاب گڑھ کی ایک چھوٹی سی بستی اٹھیہہ کے ایک معزز گھرانے میں مرشدنا ومولانا حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی، سنِ ولادت ۱۹۲۴ء ہے آپ کے والد ماجد کا نام محمد حسین تھا جو ایک سرکاری ملازم تھے حضرت والا اپنے والد صاحب کے اکلوتے فرزند تھے آپ کی دو ہمشیرگان تھیں اس لئے والد صاحب آپ سے بے انتہا محبت فرماتے تھے حضرت والا جب اپنے والد صاحب کی محبت وشفقت کے واقعات کا تذکرہ فرماتے تھے تو اشکبار ہو جاتے تھے۔

حلیہ مبارک

اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخؒ کو حسن باطنی کے ساتھ ساتھ حسن ظاہری سے بھی خوب نوازا تھا آپؒ دراز قد، مضبوط جسم، سرخ وسفید رنگ، کتابی پرنور چہرہ، ستواں ناک، مستی عشق الٰہی سے معمور آنکھیں جو اکثر یادِ محبوب میں بہتی رہتی تھیں یہ ادا وفات سے قبل بھی نہ گئی وفات سے چند لمحے پہلے بھی حضرت کی آنکھوں سے محبت الٰہی میں

دو آنسو گالوں پر لڑھک گئے کشادہ پیشانی سعادت کی نشانی، مظہر نور یزادانی، وسیع وعریض سینہ، لمبے بازو، کشادہ ہتھیلی، جب سینے میں فراق محبوب کی تڑپ بڑھتی تو گہرا سانس لیتے اس سے سینہ پھول جاتا ایسے لگتا تھا کہ اگر سانس نہ لیتے تو شدت فراق محبوب سے پھٹ جاتا۔

اکثر سفید لباس زیب تن فرماتے تھے، شلوار نصف ساق تک ہوتی جب سفید لباس اور پانچ کلی ٹوپی پہن کر مجمع میں تشریف لاتے تو دیکھنے والا آپ کا سر تا پا دیکھتا ہی رہ جاتا، محض آپ کو ایک نگاہ دیکھنے سے کتنوں کی زندگیوں کا رخ بدلا، چال میں عجز وانکساری کے ساتھ ساتھ استغناء کی شان بھی پائی جاتی، پاؤں میں سفید جرابیں اور کھلی جوتی استعمال فرماتے موسم سرما میں عام قمیض پر گرم کپڑے کی بنی ہوئی قمیض پہنتے اس طرح قدیم اللہ والوں کی دوہری قمیض پہننے کی سنت پر عمل فرماتے آپ کی قمیض میں تین جیبیں ہوتیں سامنے کی جیب بائیں جانب ہوتی اس پر فلاپ لگواتے جو بٹن یا چیپی سے بند ہوتی دائیں بائیں کی جیبوں پر زنجیر لگواتے۔

شوق جہاد میں روزانہ لاٹھی چلاتے اور دیگر ورزش فرماتے اور اپنی صحت کا خوب خیال رکھتے ہمیشہ شلوار پہنی لیکن بیماری کے تیرہ سالوں میں لنگی استعمال فرمائی۔

زمانہ طفولیت ہی میں آثارِ جذب الٰہیہ

بچپن ہی سے حضرت والا پر آثار جذب کا ظہور ہونے لگا حضرت والا کے والد صاحب سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں سلطان پور میں تھے حضرت والا کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ جو خود بھی اس وقت بچی تھیں آپ کو گود میں لے کر محلّہ کی مسجد کے امام جناب حافظ ابو البرکات صاحبؒ سے دم کروانے لے جاتی تھیں جناب حافظ صاحبؒ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے حضرت والا فرماتے ہیں کہ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں مجھے مسجد

کے درو دیوار، مسجد کی خاک اچھی معلوم ہوتی تھی اور حضرت حافظ صاحبؒ سے مجھے اللہ تعالیٰ کی خوشبو محسوس ہوتی تھی اور دل میں آتا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں اتنے چھوٹے بچے کو جب کہ ہوش وحواس بھی صحیح نہیں ہوتے اللہ تعالی کی محبت محسوس ہونا دلیل ہے کہ حضرت والا مادر زاد ولی ہیں کچھ اور ہوش سنبھالنے کے بعد نیک بندوں کی محبت اور بڑھ گئی اور ان کی وضع قطع دیکھ کر بہت خوشی ہوتی اور ہر مولوی، حافظ اور داڑھی والے کو محبت سے دیکھتے۔

درجہ چہارم تک اردو تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت والا نے اپنے والد صاحب سے درخواست کی کہ علم دین حاصل کرنے کے لئے دیو بند بھیج دیا جائے، لیکن والد صاحب نے مڈل اسکول میں داخل کرا دیا حضرت والا کا دل ان دنیوی تعلیمات میں بالکل نہیں لگتا تھا اور والد صاحب سے بارہا عرض بھی کیا لیکن ان کے اصرار پر ناچار سخت مجاہدہ کرکے یہ دن گزارے۔

اسی زمانہ میں جب کہ حضرت والا بالغ بھی نہیں ہوئے تھے گھر سے دور جنگل کی ایک مسجد میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے اور تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں رویا کرتے تھے مسجد سے کچھ فاصلے پر مسلمانوں کے چند گھر آباد تھے حضرت والا نے ان کو نماز پڑھنے کی دعوت دی اور ان پر مسلسل محنت کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ نمازی بن گئے اور مسجد میں اذان اور جماعت ہونے لگی اور لوگ آپ کو بطورِ مزاح اس مسجد کے نمازیوں کا پیر کہنے لگے۔

بچپن ہی میں حضرت والا چپکے سے اٹھ کر گاہ گاہ رات کے آخری حصہ میں ایک مسجد میں چلے جاتے تہجد پڑھتے اور فجر تک اللہ تعالیٰ کی یاد میں خوب گریہ وزاری کرتے ایک بار والد صاحب کے دوستوں میں سے کسی نے دیکھ لیا اور ان کو اطلاع کر دی اگلے دن جب حضرت والا فجر کے قریب مسجد سے باہر آئے تو والد صاحب مسجد کے باہر کھڑے ہوئے تھے اور فرمایا کہ تم میرے اکلوتے بیٹے ہو یہاں جنگل میں چور ڈاکو بھی

ہوتے ہیں دشمن بھی ہوتے ہیں لہٰذا اتنی رات میں یہاں اکیلے مت آیا کرو، گھر میں ہی تہجد پڑھ لیا کرو والد صاحب کے حکم کی تعمیل میں حضرت والا پھر گھر پر ہی تہجد پڑھنے لگے ان حالات کو دیکھ کر والد صاحب آپ کا نام لینے کی بجائے مولوی صاحب کہنے لگے اور ان کے دوست بھی آپ کو دُرویش اور فقیر کہتے تھے واقعی کسی نے سچ کہا ہے ؎

زباں خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

مثنوی مولانا رومیؒ سے استفادہ

اسی دورِ نابالغی میں مولانا جلال الدین رومیؒ کی مثنوی شریف سے والہانہ شغف ہو گیا تھا حضرت والا کے قرآن پاک کے استاد بڑی ہی دردناک آواز میں مثنوی شریف پڑھتے تھے قرآن پاک پڑھنے کے بعد حضرت والا ان سے درخواست کرتے تھے کہ مثنوی شریف سنائیں تو وہ نہایت دردبھری آواز میں مثنوی شریف پڑھ کر حضرت کے قلب کو تڑپا دیتے تھے اسی وقت سے حضرت مولانا رومیؒ سے حضرت والا کو بے پناہ محبت ہو گئی تھی اور مثنوی شریف سمجھنے کے شوق میں فارسی تعلیم شروع کر دی تھی حضرت والا اکثر فرماتے ہیں کہ میرے شیخ اول تو مولانا رومیؒ ہیں جن سے میرے قلبِ مضطر کو بہت تسکین ملی اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد، اوّلاً مولانا رومیؒ سے ہی حاصل ہوا اسی زمانے میں مثنوی شریف کے اشعار پڑھ پڑھ کر رویا کرتے تھے، خصوصاً یہ اشعار ؎

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق\
تا بگویم شرح از درد اِشتیاق

اے خدا تیری جدائی کے غم میں، میں اپنا سینہ پارہ پارہ چاہتا ہوں تاکہ تیری محبت کی شرح دردِ اشتیاق سے بیان کروں ؎

ہر کہ را جامہ زعشقے چاک شد\
اوز حرص و عیب کلی پاک شد

عشق حقیقی کی آگ سے جس کا سینہ چاک ہوگیا وہ حرص وہوس، عُجب و کبر، حُبِّ دنیا، حب جاہ، کینہ وحسد، وغیرہ جملہ رذائل سے پاک ہوگیا ؎

آہ را جز آسمان ہمدم نبود

راز را غیر خدا محرم نبود

میں جنگل کے ایسے سناٹے میں آہ وفغاں کرتا ہوں جہاں کوئی میری آہ کا سننے والا نہیں ہوتا اور میری محبت کے راز کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تحصیل طبِ یونانی

درجہ ہفتم کے بعد حضرت والا کے والد گرامی نے پھر اصرار سے طبیہ کالج الٰہ آباد میں داخل کرادیا اور فرمایا کہ طب کی تعلیم کے بعد عربی درسیات کی تعلیم حاصل کر لینا۔ چنانچہ والد صاحب کی خواہش پر الٰہ آباد طب کی تعلیم کے لئے تشریف لے گئے اور اپنی پھوپھی صاحبہ کے ہاں قیام فرمایا وہاں سے ایک میل دور صحرا میں ایک مسجد تھی جو جنوں کی مسجد کے نام سے مشہور تھی وہاں گاہے گاہے حاضری ہوتی تھی اور یادِ الٰہی میں مشغول ہوتے تھے اکثر ارشاد فرمایا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے میرے والد صاحب کو کہ انھوں نے مجھے طب پڑھائی جس سے مجھے اپنے احباب کو غیر معتدل ہونے سے بچانے میں مدد ملتی ہے اور ان کو معتدل رکھنے کے لئے اپنی طب کو کام میں لاتے ہوئے ان کی صحت کا پورا خیال رکھتا ہوں اتنا وظیفہ بھی نہیں بتاتا کہ جس کو پڑھنے سے ان کے دماغ میں خشکی بڑھ جائے۔

حضرت والا طب میں ایک واسطہ سے حکیم محمد اجمل خان مرحوم کے شاگرد ہیں۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ سے مکاتبت

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مشہور وعظ ''راحت القلوب'' کے مطالعہ کے بعد اس سلسلہ سے بہت مناسبت اور

محبت پیدا ہوگئی اور حضرت تھانویؒ کی خدمت میں بیعت کے لئے خط لکھا لیکن وہاں سے جواب آیا کہ حضرت علیل ہیں خلفاء میں سے کسی مصلح کا انتخاب کرلیا جائے ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ حضرت تھانویؒ کی رحلت کی خبر ملی، شدید صدمہ ہوا اور بار بار یہ اشعار زبان پر آتے تھے اور گریہ طاری ہوجاتا تھا ۔

جو تھے نوری وہ گئے افلاک پر
مثل تلچھٹ رہ گیا میں خاک پر
بلبلوں نے گھر کیا گلشن میں جا
اور بوم ویرانے میں ٹکراتا رہا

جس دن طبیہ کالج سے فارغ ہوئے اور پھوپھی کے گھر پہنچے تو گھر سے اطلاع ملی کہ والدگرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا غم کا ایک پہاڑ ٹوٹا اور قلب کو شدید غم پہنچا لیکن اپنے آپ کو سنبھالا اور قبرستان تشریف لے گئے، قبروں کو نگاہ عبرت سے دیکھا اور دل کو سمجھایا کہ یہی سب کی منزل ہے اور حق تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا ہی عین عبدیت ہے۔

تلاش مرشد

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی سے بطریقِ جذب آتش عشق الٰہی سے نوازے گئے تھے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد سلسلہ تھانوی کے کسی ایسے شیخ اور مصلح کی تلاش میں رہے جو سراپا دردِ عشق و محبت اور سوختہ جان ہو۔ اسی دوران الہ آباد میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے ایک بزرگ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور روزانہ عصر سے رات گیارہ بجے تک حضرت کی خدمت میں رہتے۔

حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ زبردست صاحبِ نسبت اور سراپا

محبت تھے اور حضرت والا سے بے انتہا محبت اور شفقت فرماتے تھے حضرت والا اگر کبھی رات کا قیام فرماتے تو حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ گھر سے اپنا بستر باہر خانقاہ میں لے آتے اور فرماتے کہ یہاں بڑے بڑے علماء آتے ہیں لیکن میں کسی کے لئے گھر سے باہر بستر نہیں لاتا صرف آپ کے لئے گھر سے باہر آکر سوتا ہوں ایک خط میں تحریر فرمایا کہ آپ کو مجھ سے جیسی محبت ہے دنیا میں مجھ سے ایسی محبت کرنے والا کوئی دوسرا نہیں ۔ بقول حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی قدس سرہ سلسلہ نقشبندیہ کے سب سے قوی النسبت بزرگ تھے اور مقام قطبیت پر فائز تھے اور نہایت درد سے اشعار پڑھتے تھے آپ کے یہاں نسبت اشعار سے منتقل ہوتی تھی حضرت والا کا ذوق شعری حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا تربیت یافتہ ہے اسی دوران حضرت شیخ کی زندگی کا پہلا شعر ہوا جو آپ کی آتشِ غمِ نہانی کی ترجمانی کرتا ہے ؎

درد فرقت سے مرا دل اس قدر بے تاب ہے
جیسے تپتی ریت میں اِک ماہی بے آب ہے

آپ نے حضرت پرتاب گڑھیؒ سے خلاف بھی پائی

بیعت وارادت

پھر حضرت شیخ کو علم ہوا کہ پھولپور میں حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوریؒ مقیم ہیں ایک دوست نے حضرت شاہ عبد الغنیؒ کے بارے میں چشم دید کیفیاتِ دردِ محبت وعشق و دیوانگی کا حال بیان کیا تو حضرت شیخ کو ان کی طرف دل میں بہت کشش محسوس ہوئی اور بہت زیادہ مناسبت معلوم ہونے لگی اور شاہ عبد الغنی پھولپوریؒ کو اپنا مرشد و مصلح منتخب کرنے کا فیصلہ کیا حضرت شیخ نے حضرت شاہ عبد الغنیؒ کو جب پہلا خط لکھا تو اس

میں یہ شعر تحریر کیا ۔

جان و دل اے شاہ قربانت کنم
دل ہدف را تیر مژگانت کنم

ترجمہ:۔اے شاہ میں جان ودل آپ پر قربان کرتا ہوں۔

حضرت شاہ عبدالغنیؒ نے جواب میں لکھا کہ ’’آپ کا مزاج عاشقانہ معلوم ہوتا ہےاور اہل عشق اللہ تعالیٰ کا راستہ بہت جلد طے کرتے ہیں، محبت شیخ مبارک ہو، محبت ِ شیخ تمام مقاماتِ سلوک کی مفتاح ہے‘‘ اور اپنے حلقہء ارادت میں قبول فرمالیا اور ذکرواذکار تلقین فرمائے۔

خدمتِ شیخ میں حاضری

حضرت والا اپنے شیخ ومرشد کی زیارت اور خدمت میں پہنچنے کے لئے بے چین رہے لیکن سفر سے بعض موانع عارض تھے اس لئے جلد حاضر نہ ہوسکے اسی دوران اپنے قصبہ کے قریب آبادی سے باہر ایک غیر آباد مسجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں معمولات پورے فرماتے بالآخر حاضری کا وقت آن پہنچا بقر عید کے قریب والدہ صاحبہ سے اجازت لے کر پھولپور روانہ ہوگئے اور عین بقر عید کے دن پھولپور پہنچے، قلب وجان مسرور تھے خوشی اور مسرت ہر بُنِ مو سے ٹپک رہی تھی حضرت پھولپوریؒ تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے، ٹوپی زمین پر رکھی ہوئی تھی، بال بکھرے ہوئے تھے، گریباں چاک تھا دیکھتے ہی ایسا معلوم ہوا جیسے حضرت شمس الدین تبریزیؒ کی زیارت کررہے ہوں جب حضرت پھولپوریؒ متوجہ ہوئے تو عرض کیا میرا نام محمد اختر ہے، پرتاب گڑھ سے اصلاح کے لئے حاضر ہوا ہوں، چالیس دن قیام کا ارادہ ہے حضرت پھولپوریؒ نے اپنے بڑے صاحبزادے کوآپ کے قیام وطعام کا حکم فرمایا۔ پھر اپنے شیخ کے ساتھ ایسے جڑے کہ سترہ سال شاہ عبدالغنیؒ کی خدمت میں گزار دیئے

اور دس سال تو ایسے مجاہدات سے گزارے جن کا تصور کرنا بھی مشکل ہے حضرت پھولپوریؒ تہجد کے وقت سے عبادت میں مشغول ہوتے تھے تھوڑی دیر کے بعد اللہ اللہ کا نعرہ لگاتے گویا کہ سینہ میں آتش عشق کی اتنی بھاپ بھر جاتی کہ اگر یہ نعرہ نہ لگائیں تو سینہ ہی پھٹ جائے حضرت والا کا شعر ہے ؎

وقفے وقفے سے آہ کی آواز
آتش غم کی ترجمانی ہے

قرآن مجید کی تلاوت کرتے کرتے کبھی بڑی ہی وارفتگی اور بے چینی کے ساتھ فرماتے ؎

آ جا میری آنکھوں میں سما جا میرے دل میں

اور کبھی والہانہ انداز میں خواجہ مجذوبؒ کا یہ شعر پڑھتے ؎

میں ہوں اور حشر تک اس در کی جبیں سائی ہے
سرِ زاہد نہیں یہ سر، سرِ سودائی ہے

عشقِ شیخ اور خدمت و مجاہدات

آپ اپنے شیخ کے ساتھ تہجد کے وقت اٹھتے وضو کراتے اور جب شیخ عبادت میں مشغول ہو جاتے تھے تو آپ پیچھے ذرا ہٹ کر آڑ میں بیٹھے رہتے تا کہ شیخ کی عبادت میں خلل نہ پڑے جب تک شیخ مشغول رہتے آپ بھی بیٹھے رہتے تہجد سے دوپہر تک تقریباً سات گھنٹہ روزانہ شیخ عبادت فرماتے دوپہر کا کھانا شیخ اور مرید مل کر تناول فرماتے ان دس برسوں میں کبھی ناشتہ نہیں کیا کیونکہ حضرت شیخ پھولپوریؒ بوجہ پیرانہ سالی ناشتہ نہیں کرتے تھے اس لئے حضرت نے بھی ناشتہ کو منع کر دیا کیونکہ روزانہ ناشتہ بھجوانے میں شیخ کے اہل خانہ کو تکلیف ہوتی۔ جوانی کے وقت میں صبح سے لے کر ایک بجے تک ایک دانہ منہ میں نہیں جاتا تھا حضرت فرماتے ہیں کہ میرا ناشتہ شیخ کے دیدار، ذکر و تلاوت و اشراق سے ہوتا تھا اور اتنا نور محسوس ہوتا تھا کہ

آج تک اس کے انوار قلب وروح محسوس کرتے ہیں چاندنی راتوں میں اپنے شیخ کے ساتھ جنگل میں درختوں کے نیچے بیٹھ کر ذکر کرتے عجیب کیف ومستی کا عالم ہوتا ؂

گزرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے
مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے جذبِ عشق ومستی کا عجب عالم تھا گھر میں نہ بیت الخلاء تھا نہ غسل خانہ، قضاء حاجت کے لئے جنگل میں جانا ہوتا۔ وضواور غسل کے لئے قریب میں پانی کا ایک تالاب تھا جس میں بہت جونکیں تھیں اور سردیوں میں پانی برف کی مانند ٹھنڈا ہو جاتا تھا جب نہاتے تو ایک منٹ کے لئے ایسا لگتا کہ بچھوؤں نے ڈنگ مار دیا ہو اسی میں نہاتے تھے اور جونکوں کو بھی ہٹاتے جاتے کہ کہیں چپک نہ جائیں مسجد کے قریب ایک کنواں بھی تھا لیکن حضرت شیخ پھولپوری ؒ اس کا پانی استعمال نہ کرتے تھے اس لئے حضرت اپنے شیخ کے لئے شدید گرمیوں میں بھی روزانہ ایک میل دور ندی سے پانی بھر کر لاتے غرض حضرت اقدس شب وروز سفر وحضر میں اپنے شیخ کی خدمت میں مشغول رہتے۔

ایک سفر کراچی میں فقیر (جلیل احمد اخون عفی عنہ) کی ملاقات جناب محمد الیاس صاحب قریشی دہلوی سے ہوئی جو ہندوستان سے تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے ایک واقعہ سنایا اور فرمایا کہ میں اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہوں فرماتے ہیں کہ ۱۹۵۸ء میں حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری ؒ ہمارے گھر واقع کوچہ مہر پرور دہلی تشریف لائے ان کے ہمراہ حضرت حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ حضرت حکیم صاحب ؒ کے عنفوان شباب کا زمانہ تھا شدید سردی کا موسم تھا میری والدہ حیات تھیں اور وہ بھی بوڑھی تھیں والد صاحب پہلے فوت ہو چکے تھے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب ؒ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی والدہ سے کہہ دیں کہ عشاء کے وقت ہی تہجد کے وضو کے لئے پانی گرم کر کے دے دیا کریں رات کو اٹھنے کی بالکل تکلیف نہ فرمائیں، محمد اختر خود انتظام

کرے گا چنانچہ روزانہ لوہے کے ایک برتن میں پانی گرم کر کے دے دیا جاتا جسے حضرت حکیم صاحبؒ گہرے خاکی رنگ کے کمبل میں لپیٹتے اور اس کو اپنے پہلو میں رکھ لیتے اور اوپر سے لحاف اوڑھ لیتے تاکہ ان کے جسم اور لحاف کی گرمی سے پانی ٹھنڈا نہ ہو اور رات بھر اسی طرح اسے لئے ہوئے نہ معلوم کس طرح سوتے اور تہجد کے وقت جب حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ اٹھتے تو پانی گرم ہوتا اور حکیم صاحب دامت برکاتہم اپنے شیخ کو وضو کراتے۔

جناب محمد الیاس صاحب قریشی فرماتے ہیں کہ کافی دن حضرت ہمارے گھر رہے اور میں روزانہ یہ منظر دیکھتا تھا اور مجھے بڑی حیرت ہوتی تھی واقعی محبت میں وہ کرامت ہے جو ہر قسم کی طاقت دے دیتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اختر میرے پیچھے پیچھے ایسے لگا رہتا ہے جیسے دودھ پیتا بچہ ماں کے پیچھے پیچھے لگا رہتا ہے۔

حضرت اقدسؒ اپنے شیخ کے علوم و معارف اور ملفوظات کو بڑی محبت اور جانفشانی سے قلمبند فرماتے تھے چنانچہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ نے فرمایا کہ حکیم اختر میرے غامض و دقیق مضامین کو بھی قلمبند کر لیتے ہیں چنانچہ حضرت پھولپوریؒ کے وہی علوم آپ ہی کے ذریعہ منصۂ شہود پر آئے اور حضرت پھولپوریؒ کی زندگی میں معرفت الٰہیہ، معیت الٰہیہ، براہین قاطعہ، شراب کی حرمت اور ملفوظات حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ وغیرہ شائع ہوئیں جو حضرت والا کے قلم ہی سے لوگوں تک پہنچیں

تحصیل علوم دینیہ

آپ نے اپنے شیخ کے مدرسہ بیت العلوم میں دینی تعلیم حاصل کی بعض ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لینا چاہئے لیکن حضرت نے انکار کر دیا کہ وہاں مجھے اپنے شیخ کی صحبت نہیں ملے گی جو علم کی روح ہے فرمایا کہ علم میرے نزدیک

درجہ ثانوی اور اللہ تعالیٰ کی محبت درجہ اولیں میں ہے یہاں علم کے ساتھ مجھے شیخ کی صحبت نصیب ہوگی جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ملیں گے اسی کی برکت ہے کہ آج بڑے بڑے فضلاء دیوبند حضرت والا کے حلقہ ارادت میں ہیں حضرت والا نے اتنی محنت سے پڑھا کہ درس نظامی کے آٹھ سال کے نصاب کی چار سال میں تکمیل کی اور بخاری شریف کے چند پارے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنیؒ سے پڑھے حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ ایک واسطے سے حضرت گنگوہیؒ کے شاگرد ہیں اس طرح آپ کی سند بہت عالی ہے جو اس کتاب کے آخر میں ملحق ہے۔

علم میں برکت وقبولیت

اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخؒ کے علم میں برکت اور قبولیت رکھی تھی جن علوم کی تحصیل پر اہل علم مدت مدید خرچ کرتے ہیں وہ حضرتؒ نے کم وقت میں حاصل کر لیے ایک دفعہ فرمایا کہ ہمارے ایک فارسی کے استاد تھے جو بہت متقی اور اللہ والے تھے ان کی تفہیم اتنی اچھی نہیں تھی طلباء کو مطمئن نہ کر پاتے لیکن میں نے فارسی انہی سے پڑھی جب میں نے مثنوی شریف کی شرح لکھی اور ہندوستان ان کی خدمت میں پیش کی تو انہوں نے پوچھا حکیم اختر آپ نے فارسی کسی اور سے بھی پڑھی تھی؟ میں نے عرض کیا نہیں حضرت جو آپ سے پڑھی اس کی برکت ہے وہ خوشی سے رونے لگے۔

حضرت والا کی سادگی معاشرت

حضرت والا کی پوری زندگی بے تکلفی وسادگی اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں وارفتگی اور راہ حق کے مجاہدات سے عبارت ہے حضرت شیخ نے اپنا نکاح اعظم گڑھ کے قریب ایک گاؤں کوٹلہ میں نہایت سادگی سے ایک ایسی خاتون سے فرمایا جو عمر میں حضرت والا سے دس سال بڑی تھیں لیکن پورے گاؤں میں ان کی دینداری و بزرگی کا شہرہ تھا اسی لئے حضرت والا نے ان کا انتخاب فرمایا۔

حضرت والا فرماتے ہیں کہ شیخ کی صحبت میں مدت طویلہ تک رہنا ان کی وجہ سے ہی ممکن ہوا شیخ پھولپوریؒ کے ساتھ حضرت والا کے شدید والہانہ تعلق کو دیکھ کر اہلیہ نے شروع ہی میں خوشی سے اجازت دیدی تھی کہ آپ جب تک چاہیں شیخ کی خدمت میں رہیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا ہماری طرف سے آپ پر کوئی پابندی نہیں، حضرت فرماتے ہیں کہ وہ ہمیشہ دین میں میری معین رہیں اور ابتداء ہی سے مجھ سے کہا کہ ہم ہمیشہ آپ کا ساتھ دیں گے جو کھلائیں گے کھالیں گے جو پہنائیں گے پہن لیں گے اگر فاقہ کریں گے ہم بھی فاقہ کریں گے آپ جنگل میں رہیں گے تو ہم بھی جنگل میں رہیں گے آپ سے کبھی کوئی فرمائش اور مطالبہ نہیں کریں گے اور کبھی آپ کو پریشان نہیں کریں گے حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس عہد کو پورا کر دکھایا اور زندگی بھر کسی چیز کی فرمائش نہیں کی نہ زیور کی، نہ کپڑے کی، نہ مال کی، دنیا کی محبت ان میں تھی ہی نہیں، جانتی ہی نہ تھیں کہ دنیا کدھر رہتی ہے جب گھر میں داخل ہوتا تو اکثر و بیشتر تلاوت کرتی ہوتیں حضرت شیخ پھولپوریؒ نے حضرت والا کے لئے فرمایا تھا کہ یہ تو صاحب نسبت ہیں ہی لیکن ان کی گھر والی بھی صاحب نسبت ہے۔

۱۹۶۰ء میں جب حضرت پھولپوریؒ نے پاکستان ہجرت کی تو آپ ساتھ آئے لیکن اپنی اہلیہ اور فرزند مولانا محمد مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم کو جو اس وقت بچے تھے ہندوستان میں چھوڑ آئے اور قلت وسائل کی وجہ سے ایک سال تک نہ بال بچوں کو پاکستان بلا سکے اور نہ خود جا سکے یہ ایک سال حضرت پیرانی صاحبہ نے بڑے مجاہدے میں گزارا لیکن کبھی شکایت لکھ کر بھی نہیں بھیجی بس ایک خط میں بچہ کی شدید علالت کا تذکرہ کیا اور دعا کے لئے عرض کیا واپسی کا مطالبہ اور شکایت پھر بھی نہ لکھی۔

گزر گئی جو گزرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر
جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلا نہ سکے

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک وہ اس دور کی رابعہ بصریہ تھیں اور ایک

راز کی بات بتاتا ہوں کہ ان کے حالات رفیعہ کی وجہ سے میں ان کا ہمیشہ سے اتنا معتقد ہوں کہ ان کے وسیلہ سے اب بھی دعا کرتا رہتا ہوں انتقال سے دو تین دن پہلے گھر کے افراد کو اور عیادت کے لئے آنے والی عورتوں کو کئی بار ان کے قریب ایسی خوشبو محسوس ہوئی جو زندگی بھر کبھی نہیں سونگھی تھی۔

اور وفات کے بعد مبشرات منامیہ بھی ان کے لئے بہت ہیں جنوبی افریقہ کے مفتی حسین بھیات صاحب مدظلہم نے انتقال کے اگلے دن خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو فرشتہ نے ان کو روک دیا کہ ابھی نہیں اور پیچھے حضرت پیرانی صاحبہ آرہی تھیں تو فرشتہ نے ان کو راستہ دے دیا اور وہ جنت میں داخل ہوگئیں اس کے علاوہ بھی بہت مبشرات ہیں لیکن یہ اس کا موقع نہیں پیرانی صاحبہ رحمہا اللہ نے ۲۰۰۰ء میں انتقال فرمایا۔

حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شان عاشقانہ

حضرت شیخ نے اپنے شیخ کی کیفیات عشق و دیوانگی کا نقشہ ان اشعار میں کھینچا ہے ؎

ہم نے دیکھا ہے تیرے چاک گریبانوں کو
آتش غم سے چھلکتے ہوئے پیمانوں کو
ہم نے دیکھا ہے تیرے سوختہ سامانوں کو
سوزش غم سے تڑپتے ہوئے پروانوں کو
ہم فدا کرنے کو ہیں دولت کونین ابھی
تو نے بخشا ہے جو غم ان پھٹے دامانوں کو

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کو بارہ مرتبہ حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور ایک مرتبہ تو اتنے قریب سے زیارت نصیب ہوئی کہ حضور ﷺ کی مبارک آنکھوں کے لال لال ڈورے بھی نظر آرہے تھے حضرت نے عرض کیا کہ اے

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کیا عبد الغنی نے آج آپ کو خوب دیکھ لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں عبد الغنی آج تم نے اپنے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو خوب دیکھ لیا۔ آخر میں آپ نے اپنے شیخ کے ساتھ کراچی ہجرت فرمالی اور حضرت مرشد کی وفات تک ساتھ رہے اور ایسی خدمت کی جو اپنی مثال آپ ہے حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوریؒ نے ۱۲ اگست ۱۹۶۳ء میں وفات پائی اور پاپوش نگر کے قبرستان میں آسودہ خاک ہوئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

خلافت واجازت بیعت

حضرت مولانا شاہ عبد الغنیؒ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ ان کے متعلقین مجدد ملت حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کے آخری خلیفہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ سے رجوع کرلیں چنانچہ حسب وصیت آپ نے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنیؒ کے وصال کے بعد حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ سے اصلاحی تعلق قائم فرمالیا اور دو سال بعد خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔ اس کے بارے میں آپ نے بہت پہلے خواب دیکھا تھا کہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنیؒ نے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ سے فرمایا تھا کہ آپ اختر کو اجازت فرمادیں اور اس کی تعبیر کئی سال بعد ظاہر ہوئی۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحقؒ پھولپور میں حضرت مولانا شاہ عبد الغنیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے چونکہ انہوں نے حضرت تھانویؒ اور خواجہ مجذوبؒ کی وفات کے بعد حضرت مولانا شاہ عبد الغنیؒ سے رجوع کرلیا تھا تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ نے سولہ سال تک آپ کو اپنے شیخ کی خدمت کرتے دیکھا تھا اسی لئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے جو کتابوں میں پڑھا تھا کہ سات سو آٹھ سو برس پہلے لوگ کس طرح اپنے شیخ کی خدمت کیا کرتے تھے وہ ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا

تھا مولانا حکیم اختر صاحب کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ دور قدیم میں اس طرح خدمت کرتے ہوں گے اور جب حضرت پھولپوریؒ کا انتقال ہوا تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ نے حضرت کو خط میں تحریر فرمایا کہ از ابتداء تا انتہا خدمت شیخ مبارک ہو اور ایک بار جدہ میں حضرت سے فرمایا کہ آپ سے دین کا جو عظیم الشان کام لیا جا رہا ہے یہ حضرت پھولپوریؒ کی خدمت کا صدقہ ہے۔

۱۳۹۰ھ میں حضرت شیخ کو حرمین شریفین کی حاضری کی دوسری بار سعادت نصیب ہوئی اور وہاں پر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ اور حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھیؒ کی زیارت بھی ہوئی اپنے مربیان کی زیارت وملاقات سے بہت خوشی ہوئی اور حرم میں حضرت کے بیانات بھی ہوئے اور پچاس سے زیادہ افراد حضرت والا کے ہاتھ پر بیعت ہوئے طواف بیت اللہ کے دوران یہ اشعار موزوں ہوئے جو عجب کیف ومستی کے حامل ہیں ؎

کہاں یہ میری قسمت یہ طواف تیرے گھر کا
میں جاگتا ہوں یارب یاخواب دیکھتا ہوں
نہ گلوں سے مجھ کو مطلب نہ گلوں کے رنگ وبو سے
کسی اور سمت کو ہے میری زندگی کا دھارا
جو گرے ادھر زمیں پر میرے اشک کے ستارے
تو چمک اٹھا فلک پر میری بندگی کا تارا

شیخ اول کے انتقال کے بعد سالکین کے لئے حضرت والا کا یہ عمل شیخ کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے کہ اپنے دوسرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ کی خدمت میں پاکستان سے گاہے گاہے حاضر ہوتے رہے اور ایک بار ہردوئی (انڈیا) میں شیخ کی خدمت میں پچاس دن تک قیام فرمایا۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ نے اپنی ترتیب کے مطابق آپ سے فرمایا

کہ آپ مدرسے کے قاری صاحب سے نورانی قاعدہ پڑھیں اور اگر آپ چاہیں تو قاری صاحب آپ کی قیام گاہ پر آ کر بھی پڑھا سکتے ہیں حضرت شیخ نے عرض کیا کہ نہیں حضرت میں درسگاہ میں جا کر پڑھوں گا چنانچہ آپ نے بچوں کے ساتھ بیٹھ کر نورانی قاعدہ پڑھا تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ نے کئی جگہ اس واقعہ کو بیان فرمایا اور مولانا جلال الدین رومی کا یہ شعر پڑھا ؎

این چنیں شیخے گدائے کو بکو
عشق آمد لا ابالی فاتقوا

(اتنا بڑا شیخ آج گدا بن کر در بدر پھر رہا ہے عشق جب آتا ہے تو اسی شان سے آتا ہے)

مجاہداتِ شاقہ اور انکا ثمر

اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ زمانہ قیام میں حضرت والا پر مجاہدات اختیاری کے علاوہ مجاہدات اضطراری بھی آئے جن کو سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں لیکن حضرت کے چار شعر نقل کرتا ہوں جن میں اضطراری یعنی ایذائے خلق کی طرف اشارہ ہے ؎

بتاؤں کیا کیا سبق دیئے ہیں تری محبت کے غم نے مجھ کو
ترا ہی ممنون ہے غمِ دل اور آہ و نالہ دل حزیں کا
جفائیں سہہ کر دعائیں دینا یہی تھا مجبور دل کا شیوہ
زمانہ گذرا اسی طرح سے تمہارے در پر دل حزیں کا
جو تیری جانب سے خود ہی آئے پیامِ الفت دل حزیں کا
تو کیوں نہ زخم جگر سے بہہ کر لہو کرے رخ تیری زمیں کا
نہیں تھی مجھ کو خبر یہ اختر کہ رنگ لائے گا خوں ہمارا
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

آپ نے بڑے صبر واستقلال کے ساتھ مخلوق کی ایذا رسانیوں کو برداشت کیا اور نہ کبھی کسی سے انتقام لیا اور نہ بددعاء دی انہی مجاہدات کی برکت اور اپنے شیخ کی محبت و خدمت اور اتباع و انقیاد کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل خاص آپ پر متوجہ ہے اور آج پورے عالم میں آپ کا فیض پھیل رہا ہے آپ جس کمال علم وعمل، تقویٰ وللّٰہیت معرفت وخشیت، نسبت وولایت، دردوغم، سوز وگداز، شیریں ومٹھاس، آہ وفغاں، شفقت ورأفت، چشم گریاں وسینہ بریاں، پرتاثیر وعظ ونصیحت اور اصلاح وتزکیہ کی مہارت تامہ سے نوازے گے ہیں وہ بہت کم بندگان خدا کو میسر ہے حضرت اقدسؒ کی مایہ ناز تصانیف معرفت الٰہیہ، معارف مثنوی، کشکول معرفت اور روح کی بیماریاں اور ان کا علاج وغیرہ اس بات پر شاہد عدل ہیں حضرت مولانا شیخ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے معارف مثنوی کے مطالعہ کے بعد ارشاد فرمایا تھا کہ برادر محترم مولانا حکیم محمد اختر صاحبؒ کی تالیف لطیف معارف مثنوی پڑھ کر موصوف سے اتنی عقیدت ہوئی جس کا مجھے تصور بھی نہیں ہوسکتا تھا اور حضرت والا کی فارسی مثنوی پڑھ کر حضرت بنوریؒ نے فرمایا تھا کہ آپ میں اور مولانا روم میں کوئی فرق نہیں۔

حضرت اقدسؒ کے ایک صد کے قریب تصانیف ومواعظ لاکھوں کی تعداد میں اردو، انگریزی، فرانسیسی، فارسی، ترکی، بنگالی، برمی، پشتو، گجراتی، سندھی، بلوچی اور دیگر زبانوں میں شائع ہوچکے ہیں۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا علمی رسوخ اور اہل علم کی قدر

اللہ تعالیٰ نے سیدی ومرشدی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ کو بڑا علمی ذوق اور رسوخ عطا فرمایا تھا آپ شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کے تلمیذ خاص تھے حضرت پھولپوریؒ ایک واسطے سے منبع علم وفضل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے شاگرد ہیں حضرت پھولپوریؒ کے استاد

حضرت مولانا عبدالماجد جونپوریؒ ہیں جو حضرت گنگوہیؒ کے شاگرد اور مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ کے ہم جماعت ہیں۔

پوری دنیا کے اہل علم جہاں آپ کے روحانی فیضان کی وجہ سے متاثر تھے وہیں آپ کے علمی نکات اور قرآن وحدیث کی نصوص پر گہری نظر کے بھی معترف تھے یہی وجہ تھی کہ آپ کے حلقہ ارادت میں ہر ملک کے کبار علماء داخل تھے جو اپنی روحانی اصلاح وتزکیہ کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ سے علمی پیاس بھی بجھایا کرتے تھے حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحبؒ بنگلہ دیشی جو بقول شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم ایشیاء کے سب سے بڑے محدث تھے وہ بھی آپ کے ارادت مندوں میں داخل اور خلفاء میں سے تھے۔

حضرت شیخؒ نے تصوف کو قرآن وحدیث سے مدلل کر دیا تھا اور اکابر کی وہ باتیں جو راہ تصوف میں اجماعی سمجھی جاتی ہیں ان پر قرآن وحدیث سے دلائل پیش فرمائے تھے اور خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا تصوف بلا دلیل نہیں اور کبھی یہ شعر بھی ارشاد فرماتے ؎

ہماری آہ بے سبب تو نہیں
ہمارے زخم سیاق و سباق رکھتے ہیں

نمونہ از خروارے کے طور پر بندہ عرض کرتا ہے کہ اہل دل کے ہاں کسی اللہ والے کی تھوڑی سی صحبت سو سالہ بے ریا عبادت سے افضل ہے اور فارسی کا مشہور شعر ہے ؎

یک زمانہ صحبت بااولیاء
بہتر از صدسالہ طاعت بے ریا

بلکہ حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ نے اس پر فرمایا تھا کہ اس میں یہ ہونا چاہیے

بہتراز لکھ سالہ طاعت بے ریا

توحضرت شیخ اس پر بخاری شریف کی حدیث سے دلیل پیش فرماتے تھے کہ کتاب الایمان میں امام بخاریؒ یہ حدیث لائے ہیں کہ تین باتوں پر ایمان کی حلاوت اور مٹھاس ملتی ہے جن میں ایک یہ ہے ''ولا یحب عبداًالا للّٰہ'' کہ انسان کسی بندے سے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے تو اس کو ایمان کی مٹھاس عطاء کی جاتی ہے اس پر ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرمایا کہ جس کو ایمان کی مٹھاس عطاء کردی جاتی ہے تو پھر اس سے واپس نہیں لی جاتی تو یہ ایمان پر خاتمے کی ضمانت ہے تو اگر انسان کسی اللہ والے کے پاس تھوڑی دیر کے لیے محبت کے ساتھ بیٹھے گا تو اس کو ایمان کی مٹھاس ملے گی جس کی وجہ سے اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا جبکہ لاکھ سال عبادت کرنے والے کے لیے ایمان پر خاتمے کی ضمانت نہیں۔

حضرت شیخ ؒ اپنے مواعظ وبیانات میں اکثر تفسیر روح المعانی اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کا حوالہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ ان کتابوں کا ابھی تک اردو میں ترجمہ نہیں ہوا اس لیے میں ان کا حوالہ دیتا ہوں اور اپنے خلفاء کو بھی اس بات کی تلقین فرماتے تھے کہ اپنی گفتگو میں علمی حوالے بھی دیا کرو تا کہ لوگ تصوف کو قرآن وحدیث سے الگ چیز نہ سمجھیں۔

حضرت شیخؒ کئی سال تک خانقاہ میں تخصص فی التفسیر بھی کرایا کرتے تھے جن میں زیادہ طلباء غیر ملکی ہوا کرتے تھے اور ان میں بھی زیادہ تعداد فرانس کے طلباء کی تھی جو آج بھی اپنے ملکوں میں علمی اور روحانی خدمات میں مشغول ہیں اسی علمی ذوق کی وجہ سے ۱۹۹۹ء میں جو صحت کی حالت میں آخری عمرہ ادا فرمایا تھا تو اس میں مسجد نبوی میں ارشاد فرمایا کہ میں اس مسجد شریف میں حضرت نبی کریم ﷺ کی سنت معلمیت ادا کرنا چاہتا ہوں چنانچہ اس کے لیے حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہریؒ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن کوثر دامت برکاتہم اور

بندہ کا انتخاب کیا گیا اور حضرت شیخ نے ہمیں وہاں سبق پڑھایا جو آج بھی بندہ کے پاس محفوظ ہے۔

نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

حضرت شیخ اپنی گفتگو میں خاص طور پر جب وہ اہل علم کے ساتھ ہوتی تو علمی اصطلاحات استعمال فرماتے تھے مثلاً ایک دفعہ ساؤتھ افریقہ سے مفتی عبدالحمید صاحب مہتمم دارالعلوم آزادول جو حضرت شیخؒ کے ارادت منداور خلیفہ ہیں انہوں نے فون کیا اور عرض کیا کہ حضرت آپ کے تعلق اور نظر عنایت کے بعد مخلوق کا بہت رجوع بڑھ رہا ہے جس سے یہ ڈر ہے کہ میں عجب و کبر میں نہ مبتلا ہو جاؤں تو حضرت شیخؒ نے فون پر جواب دیا اور مسکرا کر فرمایا یہ میرا ٹیلیفونک خطاب ہے بندہ بھی وہاں موجود تھا فرمایا اس نعمت پر خوب شکر ادا کرو اور شکر ذریعہ قرب ہے اور کبر ذریعہ بعد ہے اور اجتماع نقیضین محال ہے حضرت کے اس مختصر ٹیلیفونک خطاب پر وہاں موجود علماء کی جماعت مست ہوگئی بہر حال اس پر حضرت کے علمی نکات پر مشتمل خزائن القرآن اور خزائن الحدیث شاہد عدل ہیں۔

حضرت شیخؒ اہل علم کی بہت قدر فرماتے تھے ہم ۸۰ء کی دہائی میں جب کہ ہم جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے طلباء تھے حاضر خدمت ہوا کرتے تو حضرت شیخؒ بہت اکرام فرماتے اور دوران بیان جب کوئی علمی نکتہ یا بات آتی تو ہماری طرف اشارہ کر کے فرماتے کہ اس بات کی قدر یہ بنوری ٹاؤن کے طلباء جانتے ہیں ایک بار بندہ اپنی اصلاح کے سلسلہ میں عصر کے بعد حاضر ہوا اس وقت خانقاہ کے صحن میں گھاس لگی ہوئی تھی اور بیٹھنے کے لیے موڑھے رکھے ہوئے تھے وہاں حضرت شیخ تشریف فرما ہوئے اور بندہ کی بات بڑی محبت سے سنی اور اصلاح فرمائی اس کے بعد فرمایا چائے پی کر جانا اور خود اندر تشریف لے گئے اس وقت خدام حاضر

نہیں تھے حضرت شیخؒ گھر سے خود اپنے دست مبارک میں ایک ہاتھ میں کیتلی اور دوسرے ہاتھ میں چائے کی پیالی لے کر آئے اور مجھ جیسے نالائق کو اپنے دست مبارک سے چائے پلائی۔

ایک بار بندہ بہاول نگر سے کراچی حاضر خدمت ہوا حضرت شیخؒ اپنے حجرے میں تشریف فرماتھے اور پورا حجرہ متوسلین سے بھرا ہوا تھا حضرت شیخؒ تخت پر تشریف فرماتھے اور ان کے ساتھ حضرت کے صاحبزادے مولانا محمد مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم تشریف رکھتے تھے اور عشق الٰہی کا مضمون چل رہا تھا بندہ پیچھے بیٹھ گیا تو دیکھ کر فرمایا کہ مولانا جلیل تم بھی مولوی مظہر میاں کے ساتھ تخت پر بیٹھو کیونکہ تم عالم ہو اور مولوی مظہر میاں بھی عالم ہونے کی وجہ سے یہاں بیٹھے ہیں۔

حضرت شیخؒ کے ساتھ بندہ کی تقریباً چونتیس پینتیس سال رفاقت رہی ہمیشہ دیکھا کہ اہل علم کو آگے بڑھاتے تھے جب کہ اس وقت بڑے بڑے سیٹھ اور بڑے بڑے سرکاری عہدوں کے لوگ بھی موجود ہوتے ایک بار فراغت کے فوراً بعد بندہ لاہور مجلس صیانت المسلمین میں حاضر ہوا حضرت شیخؒ کراچی سے تشریف لائے ہوئے تھے اور عصر کے بعد حضرت کا بیان ہوا تھا مغرب کی نماز کے بعد حضرت شیخؒ کو لینے کے لیے بہت سی گاڑیاں موجود تھیں اور مصافحہ اور زیارت کرنے والوں کا بہت رش تھا بندہ بھی کوشش کر کے آگے بڑھا اور مصافحہ کیا تو میرا ہاتھ پکڑ کر حاضرین سے فرمایا یہ عالم ہے سب ان سے مصافحہ کرو یہ قدر و قیمت دیکھ کر بندہ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔

علالت کے زمانے میں بھی جب حضرت شیخ سہارے سے بیٹھ جایا کرتے تھے تو جب کبھی بندہ حاضر ہوتا تو فرماتے ابھی ٹھہرو اور خدام سے فرماتے مجھے بٹھاؤ اور پھر معانقہ اور مصافحہ فرماتے اور فرماتے یہ عالم ہیں اور شیخ الحدیث ہیں بندہ تو عرض کرتا ہے کہ ہم نے اہل علم کی قدر باوجود مولوی ہونے کے حضرت شیخ سے

ہی سیکھی۔

حضرت شیخؒ کی خدمت میں جب بھی کوئی عالم آتا اپنی تمام کتب جن کی مالیت کئی ہزار میں ہوتی ہدیۃً عنایت فرماتے اسی طرح مواعظ کی تقسیم میں مدارس کے طلباء کو ترجیح دی جاتی علماء کی بات اور مشورے کو بہت اہمیت دیتے بلکہ اپنے کسی الہامی مضمون پر علماء سے تصدیق طلب فرماتے ایک مرتبہ حضرت شیخؒ نے شاہ بلخ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا واقعہ بیان فرمایا جس میں ان کی حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات کا تذکرہ تھا تو بعد میں حجرے شریف میں بندہ سے پوچھا کہ جبرائیل علیہ السلام کی ملاقات غیر پیغمبر علیہ السلام سے شرعاً ثابت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی بالکل ثابت ہے چنانچہ سورۃ مریم میں مریم علیہا السلام سے ان کی ملاقات کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا جہاں یہ واقعہ تحریر کرو وہاں یہ بات بھی ذکر کر دینا فرمایا کرتے تھے کہ عشق الٰہی پٹرول کی مانند ہے اور علم دین روشنی کی مانند ہے اور موٹر کے لیے دونوں کی ضرورت ہے لہٰذا عشق اور علم ہوں گے تو دربار الٰہی تک پہنچ جائیں گے ایک بار بندہ نے عرض کیا کہ میں کچھ تحریر کر کے شائع کرنا چاہتا ہوں تو فرمایا اپنی تحریر کو تین علماء سے پڑھوانا اگر وہ اعتماد کا اظہار کریں تو شائع کرنا بندہ نے اس کی پابندی کی پھر بعد میں ایک بار فرمایا تمہاری علمی استعداد پر مجھے اعتماد ہے لہٰذا خود اپنی تحریر کو تین بار پڑھ لیا کرو یہ تین علماء کے پڑھنے کے مترادف ہوگی۔

اس لیے حضرت شیخؒ ہمیشہ اہل علم کو تلقین فرمایا کرتے تھے کہ علمی رسوخ بھی حاصل کرو اور میدان روحانیت میں بھی ثابت قدم رہو تو پھر تمہاری خوشبو چار دانگ عالم میں پھیلے گی اور اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کا یہ ملفوظ نقل فرمایا کرتے تھے کہ عالم کچا کباب ہے اگر کوئی ایسے ہی کھائے گا تو اس کو متلی ہوگی اور قے کرے گا اور اگر کسی اللہ والے کی کڑاہی میں تلا جائے گا تو اس کی خوشبو ہر سو پھیلے گی پھر ہندو کافر بھی کہے گا

بوئے کباب مارا مسلمان کرد

حضرت شیخؒ نے اپنے اشعار میں بھی اس کی تلقین فرمائی

دردِ عشق حق بھی تم حاصل کرو
لاکھ تم عالم ہوئے فاضل ہوئے
یک زمانہ صحبت بااولیاء
جس نے پائی بس وہی کامل ہوئے

بس آخری بات عرض کرتا ہوں کہ حضرت شیخؒ کو علم کی قدر کا اس قدر اہتمام تھا کہ کبھی کسی علمی کتاب پر کوئی چیز نہیں رکھتے تھے مثلاً چشمہ وغیرہ اور لکھنے کے لیے کبھی کسی کتاب کو کاغذ کے نیچے نہیں رکھتے تھے فرماتے تھے یہ علم کی توہین ہے یہ خود مقصود ہے اس کو کسی شے کے رکھنے یا لکھنے کا ذریعہ نہیں بنایا جاسکتا۔

خدا رحمت کنند ایں پاک طینت را (آمین)

حضرت والا دامت برکاتہم کی تصانیف وتالیفات

(۱) معرفت الٰہیہ (۲) معیت الٰہیہ (۳) براہین قاطعہ (۴) معارف مثنوی (۵) کشکول معارفت (۶) رسول اللہ ﷺ کی نظر میں دنیا کی حقیقت (۷) روح کی بیماریاں اور ان کا علاج (۸) مجالس ابرار (۹) قرآن وحدیث کے انمول خزانے (۱۰) ایک منٹ کا مدرسہ (۱۱) تسہیل قواعد النحو (۱۲) معارف شمس تبریز (۱۳) بدنظری اور عشق مجازی کی تباہ کاریاں اور ان کا علاج (۱۴) فیضان محبت (۱۵) آئینہ محبت (۱۶) پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنتیں (۱۷) معمولات صبح وشام (۱۸) درس مثنوی مولانا رومؒ (۱۹) فغاں رومی (۲۰) خزائن القرآن (۲۱) خزائن الحدیث (۲۲) تربیت عاشقان خدا (تین جلدیں) (۲۳) حقوق شیخ اور آداب (۲۴) اصلاح اخلاق (۲۵) ولی اللہ بنانے والے چار اعمال (۲۶) قومیت

وصوبائیت اورزبان ورنگ کے تعصب کی اصلاح (۲۷) صدائے غیب (۲۸) حرمین شریفین میں حاضری کے آداب (۲۹) تلقین صبر جمیل

سفرنامہ

(۱) معارف ربانی (۲) پردیس میں تذکرہ وطن (۳) ارشادات درد دل (۴) آفتاب نسبت مع اللہ (۵) سفرنامہ حرمین شریفین (۶) سفرنامہ رنگون وڈھاکہ (۷) سفرنامہ لاہور

ملفوظات

(۱) مواہب ربانیہ (۲) خزائن شریعت وطریقت (۳) خزائن معرفت ومحبت (۴) باتیں ان کی یادرہیں گی

مواعظ حسنہ

(۱) استغفار کے ثمرات وبرکات (۲) فضائل توبہ (۳) تعلق مع اللہ (۴) علاج الغضب (۵) علاج کبر (۶) تسلیم ورضا (۷) خوشگوار ازدواجی زندگی (۸) حقوق النساء (۹) بدگمانی اوراس کا علاج (۱۰) منازل سلوک (۱۱) تجلیات جذب (اول، دوم، سوم وچہارم) (۱۲) تزکیہ نفس (۱۳) طریق ولایت (۱۴) تکمیل معرفت (۱۵) مقصد حیات (۱۶) فیضان محبت (۱۷) ذکراللہ اوراطمینان قلب (۱۸) تقویٰ کے انعامات (۱۹) حیات تقویٰ (۲۰) نزول سکینہ (۲۱) صراط مستقیم اوراہل اللہ (۲۲) مجلس ذکر (۲۳) تعمیروطن آخرت (۲۴) راہ مغفرت (۲۵) نور ہدایت اور اس کی علامات (حصہ اول) (۲۶) نور ہدایت اوراس کی علامات (حصہ دوم) (۲۷) عظمت حفاظ کرام (۲۸) علامات اہل محبت (۲۹) بعثت نبوی کے مقاصد (۳۰) تشنگان جام شہادت (۳۱) عرفان محبت (۲۳) آداب راہ وفا (۳۳) امید مغفرت ورحمت (۳۴) صبراور مقام صدیقین (۳۵) صحبت اہل اللہ اور جدید ٹیکنالوجی

(۳۶)عشق رسالت ﷺ کا صحیح مفہوم (۳۷)منزل قرب الٰہی (۳۸)انوارحرم(۳۹)فیضان حرم(۴۰)حقیقت شکر(۴۱)اللہ جل جلالہ کے باوفا بندے (۴۲)قافلہ جنت کی علامت(۴۳)اللہ تعالیٰ کے ساتھ اشد محبت (۴۴)یاارحم الراحمین،مولائے رحمتہ للعٰلمین (۴۵)ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے (۴۶)لذت ذکراور لطف ترک گناہ (۴۷)ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کوکون پا تا ہے؟ (۴۸) تحفہ ماہ رمضان (۴۹) عظمت رسالت ﷺ (۵۰) اللہ تعالیٰ کا پیغام دوستی (۵۱)انعامات الٰہیہ(۵۲)تقریر ختم قرآن و بخاری شریف (۵۳)محبوب الٰہی بننے کا طریقہ(۵۴)توبہ کے آنسو(۵۵) آرام دوجہاں کا طریق (۵۶)خون تمنّا کا انعام (۵۷)تعلیم وتزکیہ کی اہمیت (۵۸)اصلی پیری مریدی (۵۹) مقام اولیاءصدیقین (۶۰)علامات مقبولین (۶۱)مقام اخلاص محبت (۶۲)قرآن پاک کی روشنی میں ثبوت قیامت اور اس کے دلائل (۶۳)حقوق الرجال (۶۴)لذّت قرب خدا (۶۵)دین پر استقامت کا راز(۶۶)نفس کے حملوں سے بچاؤ کے طریقے(۶۷)زندگی کے قیمتی لمحات(۶۸)تعلیم قرآن میں شان رحمت کی اہمیت(۶۹)عزیزو اقارب کے حقوق(۷۰)اہل اللہ کی شان استغنیٰ (۷۱)دستکِ آہ وفغاں (۷۲)نگاہ نبوت میں محبت کا مقام(۷۳)آداب عشق رسول ﷺ (۷۴)علم اور علماء کرام کی عظمت(۷۵)قرب الٰہی کی منزلیں(۷۶)روح سلوک(۷۷)لازوال سلطنت(۷۸)محبت الٰہیہ کی عظمت(۷۹)بے پردگی کی تباہ کاریاں (۸۰)آداب محبت (۸۱)طریق الی اللہ(۸۲)اولیاء اللہ کی پہچان (۸۳)نسبت مع اللہ کے آثار (۸۴)قلب سلیم(۸۵)طریق محبت(۸۶)حقانیت اسلام(۸۷)عظمت صحابہ(۸۸)ایمان اور عمل صالح کا ربط(۸۹)دل شکستہ کی قیمت(۹۰)نسبت مع اللہ کی شان وشوکت(۹۱)فیضان رحمت الٰہیہ(۹۲)صحبت شیخ کی اہمیت(۹۳)غم حسرت کی عظمت(۹۴)اہل محبت کی

شان (۹۵)تعمیر کعبہ اورتعمیر قلب کا ربط(۹۶)طلوع آفتاب امید(۹۷) کیفِ روحانی کیسے حاصل ہو؟(۹۸)طلباء ومدرسین سے خصوصی خطاب(۹۹) کرامت تقویٰ(۱۰۰) گناہوں سے بچنے کا راستہ(۱۰۱)مقام عاشقانِ حق (۱۰۲)راہِ محبت اور اس کے حقوق(۱۰۳)دارفانی میں بالطف زندگی(۱۰۴)غم تقویٰ اور علامات ولایت(۱۰۵)لذت اعتراف قصور(۱۰۶)داستانِ اہل دل(۱۰۷)حقوق الوالدین(۱۰۸)ہم جنس پرستی کی تباہ کاریاں اوران کا علاج

انگلش میں کتابیں

(1) Beautiful Sunnah of Beloved Nabi(Saw)(2) What is the reality of Tasawwuf (3)Hajj and Umrah Guidelines(4)Purpose of Life(5)The Treatment for Anger(6)The 14 Harms of Casting Evil glance(7)A Life of Piety (8)A Soul Heart (9) The Rights of Women(10)The Etiquettes of Visiting the Haramain Sharifain (11)The Four Actions (12)The Rights of Husband

حضرت اقدس ؒ کے مختلف کتب اورمواعظ کا عربی،فارسی ،سندھی،پشتو،بروہی،سرائیکی،انگلش،ترکی،فرنچ،رشین،ملائشیا،جرمنی،ہندی،گجراتی، لاطینی،پرتگالی،چائنی،برمی،بنگالی،زولو،تامل وغیرہ میں تقریباً ۲۳زبانوں میں ترجمہ ہوکرشائع ہوچکے ہیں اورہورہے ہیں اور بالکل مفت تقسیم کیے جاتے ہیں اس طرح پوری دنیامیں حضرت شیخ ؒ کا فیض جاری ہے اس کے علاوہ دنیا بھرمیں سو سے زائد

خانقاہیں قائم ہیں جہاں حضرت شیخ ؒ کی محنت ونسبت سے دین کی اشاعت وتبلیغ کا کام ہورہا ہے اور 600 سے زائد حضرت والا کے خلفاء ہیں جو اصلاح وتزکیہ کے کام میں مصروف ہیں۔

عارف باللہ کا خطاب

حضرت اقدس دامت برکاتہم کو ان کے شیخ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ نے حیدرآباد دکن (انڈیا) میں عارف باللہ کا خطاب دیا جہاں ایک بہت بڑا دینی جلسہ تھا جلسہ کے منتظمین کو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ نے ہدایت کی کہ اشتہار میں حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب کے نام سے پہلے عارف باللہ لکھا جائے اور جب مولانا ابرار الحق صاحبؒ کچھ سال قبل جنوبی افریقہ پہنچے اور وہاں پر آپ کا فیض دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور آپ کے بارے میں فرمایا ؎

کرامت ہے یہ تیری تیرے رندوں میں مرے ساقی
جہاں رکھ دیں قدم اپنا وہیں میخانہ بن جائے

یہ اہل اللہ داغ حسرت دل سے سجاتے ہیں تب کہیں جا کے اللہ تعالیٰ کو پاتے ہیں اسی لئے بزرگان دین اور مشائخ کے ایام مجاہدہ دیکھنے چاہئیں نہ کہ ایام فتوحات۔

داغ حسرت سے دل سجائے ہیں
تب کہیں جا کے ان کو پائے ہیں

اور حضرت میر عشرت جمیل صاحب نے خوب فرمایا ؎

آہ کیا سمجھے گا وہ فطرت شاہانہ تیری
جس نے دیکھی ہی تری شان فقیرانہ نہیں

مبشرات منامیہ

حضرت اقدسؒ کی حیات میں بھی ان کے لئے مبشرات منامیہ عظیم الشان تھیں اور

چونکہ مبشرات آیت **لھم البشری** کی تفسیر ہیں اس لئے صرف چند یہاں پیش کرتا ہوں

پہلی بشارت

چند سال قبل حضرت اقدسؒ کے جنوبی افریقہ کے سفر کے دوران حضرت مولانا عبدالحمید صاحب خلیفہ اجل حضرت اقدسؒ مہتمم دارالعلوم آزادول نے خواب دیکھا کہ وہ حضرت اقدسؒ کے ہمراہ مواجہہ شریف میں حاضر ہیں اور حضرت والا کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھ رہے ہیں اور خواب میں دیکھا کہ سرور عالم ﷺ روضہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرات شیخین (حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) بھی ہیں اور آپ ﷺ نے خوش ہو کر تبسم فرماتے ہوئے حضرات شیخین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھو! میرے اختر کو دیکھو۔

دوسری بشارت

اس خواب سے تقریبا دس سال پہلے بنگلہ دیش کے قاری عبد الحق صاحبؒ نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا کہ حضور ﷺ نے ان کی پیشانی اور چہرے کا بار بار اتنا بوسہ لیا کہ آپ ﷺ کا لعاب دہن مبارک ان کو اپنے چہرے پر محسوس ہونے لگا پھر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ معلوم ہے میں تم سے کیوں محبت کرتا ہوں؟ عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ مجھے تو کچھ خبر نہیں ارشاد فرمایا کہ چونکہ تم میرے اختر سے محبت کرتے ہو اس لئے میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

تیسری بشارت

اور اسی سال حضرت والا کے ایک خادم محمد فہیم صاحب جو نہایت صالح جوان ہیں کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ چاروں سلسلے حق ہیں لیکن ان چاروں سلسلوں میں سب سے زیادہ ہمارے قریب یہ ہیں اور یہ

فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت والا کی طرف اشارہ فرمایا جو نہایت ادب سے دوزانو گردن جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں اور پھر فرمایا کہ جو میرے اختر سے محبت کرے گا میں اس سے محبت کروں گا۔

چوتھی بشارت

اور لیسٹر (انگلینڈ) کے مولانا سلیمان نانا صاحب ۱۴۲۰ھ کو خاص عید الفطر کے دن مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور مواجہہ شریف میں صلوٰۃ وسلام پڑھتے وقت بیداری میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی کہ مولانا اختر سے ہمارا سلام کہہ دینا اور صلوٰۃ و سلام پڑھ کر جب واپس ہونے لگے تو مواجہہ شریف سے پھر آواز آئی کہ دیکھو مولانا اختر کو ہمارا سلام ضرور پہنچا دینا، سبحان اللہ ؎

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

ترجمہ:۔اس بشارت پر اگر جان فدا کردوں تو بجا ہے اور پھر بھی حق تعالیٰ کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔

پانچویں بشارت

اور حال ہی میں پشاور کے ایک صالح جوان جن کا تبلیغی جماعت سے تعلق ہے کراچی حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ روضہ مبارک میں حضور ﷺ اپنے دست مبارک سے حضرت والا کے سر پر عمامہ باندھ رہے ہیں ؎

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

یا رب صلّ وسلم دائما ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

رضاء بالقضاء کی تصویر

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک مقام اخلاص سے بھی بلند ہے وہ ہے رضاء بالقضاء یعنی اللہ تعالیٰ کے قضاء وقدر کے فیصلوں پر دل و جان سے راضی رہنا چنانچہ نبی کریم ﷺ نے امت کو اس کی عملی تعلیم اس وقت دی جب آپ ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیمؓ کا انتقال ہو رہا تھا، آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے اے ابراہیم ہم آپ کی جدائی پر غمگین ہیں لیکن ہم اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر دل سے راضی ہیں اس واقعے سے معلوم ہوا کہ طبعی غم رضاء بالقضاء کے منافی نہیں ہے بشرطیکہ دل اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر مطمئن ہو۔

اولیاء صدیقین کو اس مقام کا حاصل ہونا ضروری ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان کے مقام قرب میں اضافہ اور مخلوق کو ان کے رضاء بالقضاء کے مقام پر فائز ہونے کا نظارہ کرانے اور سبق دینے کیلئے آزمائشوں میں مبتلا فرما دیتے ہیں۔

سیدی و مرشدی عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ پر ۳۱ رجولائی ۲۰۰۰ء بروز بدھ فالج کا حملہ ہوا جس سے دایاں حصہ اور زبان بری طرح متاثر ہوئی، لیکن اول یوم سے حضرت کے چہرہ پر جو اطمینان کی کیفیت تھی وہ کسی تندرست اور توانا کو بھی حاصل نہیں تھی۔

بندہ جب اگلے روز بہاول نگر سے کراچی پہنچا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو بندہ کو دیکھ کر حضرت مسکرائے جبکہ بندہ رو رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت والا کے قوت ارادی اور رضاء بالقضاء کے صدقے مرض میں کافی حد تک تخفیف ہوگئی زبان تو الحمدللہ بالکل صاف ہوگئی اور اعضاء میں بھی کچھ حرکت آگئی لیکن معذوری کلی طور پر ختم نہیں ہوئی اور حضرت کے فیض رسانی کا سلسلہ پہلے سے کہیں بڑھ گیا صحت کی حالت میں ہفتہ واری مجلس ہوتی تھی اور فالج کی

بیماری کے بعد روزانہ چار مجلسیں ہونے لگیں تاوفات جاری رہیں فجر کے بعد، ساڑھے گیارہ بجے دن، عصر کے بعد اور عشاء کے بعد اور ہر مجلس کا دورانیہ پونے گھنٹے سے ڈیڑھ گھنٹے کا ہوتا تھا اور حضرت والا کی محبت الٰہیہ کی شراب کہن کے ایک ایک قطرے سے سرشار محبت الٰہیہ واصل باللہ، عارف باللہ اور باقی باللہ ہورہے ہوتے اور حضرت کا فیض پہلے سے کہیں زیادہ سالکین کے قلوب محسوس کرتے اور پورے عالم سے تشنگان شراب محبت الٰہیہ کا ہروقت تانتا بندھا رہتا حضرت والا نے تربیت سالکین میں اپنی بیماری کو کبھی آڑے نہیں آنے دیا اور طالبین کو دل کھول کر خم کے خم شراب آسمانی کے پلاتے اسی کو تائب صاحب نے کہا ہے ؎

منہ خم کے ہیں کھلے ہوئے
مے کش بھی ہیں تلے ہوئے
ساقی بھی بے قرار ہے
پھر کس کا انتظار ہے
فانی بتوں پہ ہم مریں
چاہے خدا پہ جان دیں
جب ہم کو اختیار ہے
پھر کس کا انتظار ہے

حضرت شیخؒ سے جب بھی کسی نے آپ کی بیماری کے پیش نظر طبیعت دریافت کی تو دل کی گہرائیوں سے الحمدللہ کہا اور فرمایا کہ سر سے لیکر پاؤں تک عافیت ہی عافیت ہے

ایک مرتبہ تائب صاحب نے حضرت والا کی خدمت میں عشاء کے بعد اپنا وہ کلام پڑھا جس میں حضرت کیلئے شفا مانگی گئی ہے جس کا مطلع یہ ہے ؎

میرے مرشد کو مولا شفاء دے
اور نشاں تک مرض کا مٹا دے

تائب صاحب خود بھی رو رہے تھے اور سامعین بھی رو رہے تھے اور سب حضرت کو ترحمانہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے تو حضرت والا نے یہ بات شدت سے محسوس فرمائی جب کلام ختم ہوا تو ڈانٹ کر فرمایا کہ مجھے رحم کی نگاہوں سے نہ دیکھو۔ میں تو پہلے سے زیادہ وی آئی پی (VIP) ہو گیا ہوں کیونکہ ایک حدیث قدسی میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک بندہ پیش ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ اے بندے جب میں بیمار تھا تو تو نے میری عیادت کیوں نہ کی؟ تو بندہ عرض کریگا اے اللہ تعالیٰ آپ تو بیمار ہونے سے پاک ہیں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے بھی وہیں پاتا۔

دراصل ان اللہ والوں پر جب بھی کوئی آزمائش آتی ہے وہ انہیں قرب الٰہی کا کوئی خاص مقام تفویض کرنے کیلئے آتی ہے اور اس سے مخلوق خدا کو بھی سبق دینا ہوتا ہے جو ذرہ ذرہ سی تکلیف پر اللہ تعالیٰ سے شاکی رہتے ہیں اسی کو حضرت والا نے فرمایا ہے

گزر گئی جو گزرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر
جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلا نہ سکے

اس بیماری کے بعد حضرت شیخؒ کے بارے میں بہت سی مبشرات منامیہ آئیں جو آپ کے رفع درجات اور مقام خاص پر فائز ہونے کا اشارہ دیتی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں

پہلی بشارت

احقر محمد عبداللہ انصاری عرض رسا ہے کہ چند سال قبل جبکہ احقر جنوبی افریقہ آزادویل میں حضرت والا عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ کے بیانات کی کیسٹیں سنتے سنتے سو گیا تو بحمداللہ خواب ہی میں احقر کو محبوب کائنات سرور عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور دیکھا کہ حضور ﷺ ایک وسیع میدان میں تشریف فرما ہیں اور حضور ﷺ کے دست مبارک میں ریتلی مٹی ہے اور حضور ﷺ کی خدمت

اقدس میں ہمارے حضرت والا مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ بھی حاضر ہیں پھر احقر نے دیکھا کہ حضورﷺ نہایت حزن وملال کے ساتھ حضرت والا دامت برکاتہم سے ارشاد فرمارہے ہیں

''اختر! تجھے لوگوں نے پہچانا نہیں، اختر! لوگوں نے تیری قدر نہیں کی۔''

احقر نے خواب ہی میں دیکھا کہ حضورﷺ نے تین دفعہ یہ جملہ ارشاد فرمایا اور پھر توقف کے بعد چوتھی اور پانچویں دفعہ یہی ایک جملہ نہایت درد ورقت سے ارشاد فرمایا اس کے بعد احقر کی آنکھ کھلی تو احقر زاروقطار رودیا اس وقت جنوبی افریقہ میں رات کا ایک بج رہا تھا اور پاکستان میں صبح کے ۴، ۵ بج رہے تھے لیکن احقر نے پھر بھی یہ خواب صوفی شاہ فیروز بن عبداللہ صاحب دامت برکاتہم کو فون پر سنایا۔

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جس میں حضرت والا کی قدر وعظمت کما حقہ نہ تھی اور جس کی اندھی آنکھیں حضرت والا کے عالی مرتبے کے ادراک سے کور تھیں ایسی ہی محروم آنکھوں کو اس خواب کے ذریعے تنبیہ کی گئی اللہ تعالیٰ حضرت والا کی قدر کما حقہ کرنے کی ہم سب کو توفیق کاملہ عطا فرمائے۔

بعد مدت کے ہوئی اہل محبت کی شناخت
خاک سمجھا تھا جسے لعل بدخشاں نکلا

(مولانا حکیم محمد اخترؒ)

دوسری بشارت

احقر محمد عمران الحق نے ۱۱/اپریل ۲۰۰۶ء بمطابق ۱۲/ربیع الاول ۱۴۲۷ھ، فجر کی نماز سے قبل ہاتف غیبی کو پکارتے ہوئے سنا کہ

''ہم نے تمہارے شیخ کو قطب وابدال نہیں بلکہ غوث کا اعلیٰ مقام دیا ہے۔''

اور جب یہ بات سنی تو دل میں یہ بات آئی کہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر

صاحب خانہ کعبہ میں ہیں اور حج کا زمانہ ہے۔

تیسری بشارت

احقر منیر احمد مغل المعروف بہ ڈاکٹر منیر نے حضرت کی برکت سے خواب میں دیکھا کہ دل میں داعیہ ہوا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات حاصل کریں اتنے میں ایک تسلہ آیا جس پر میں سوار ہوا اور یہ اڑنا شروع ہوا حتیٰ کہ امام غزالیؒ کے روضہ پر پہنچا جہاں بندہ کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف مصافحہ حاصل ہوا اور انہوں نے فرمایا کہ:

''تمہارا شیخ اس وقت قطب کے درجہ پر فائز ہے۔''

اس پر میں نے پوچھا کہ حضرت کچھ نصیحت فرمادیں انہوں نے فرمایا کہ تمہارا شیخ کیا کہتا ہے جس پر میں نے کہا کہ وہ نظروں کی حفاظت کا ہی حکم فرماتے ہیں اس پر امام صاحب نے فرمایا یہی اس وقت کا سب سے بڑا ذکر ہے۔

چوتھی بشارت

احقر محمد فیصل نے ۱۹/مارچ ۲۰۰۶ء بمطابق ۱۸/صفر ۱۴۲۷ھ کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخؒ عرب کی سرزمین پر تشریف لے گئے اور حضرت شیخؒ اور حضرت میر صاحب دامت برکاتہم ساتھ ساتھ ہیں اور اس وقت عرب کے بالا خانوں اور ایوانوں اور پورے عالم میں حضرت کا غلغلہ مچا ہوا ہے۔ حضرت والا کے حلقے میں لوگ گروہ در گروہ داخل ہو رہے ہیں اور حضرت والا ان کی تربیت فرما کر سارے عالم میں لشکر کے لشکر روانہ فرما رہے ہیں جب دیکھا تو ایسا محسوس ہوا (خواب میں ہی) کہ آخری زمانہ چل رہا ہے اور حضرت امام مہدی کے ظہور کا وقت قریب ہے۔

پانچویں بشارت

احقر سید محمد عارف نے ۱۴/مارچ ۲۰۰۶ء بمطابق ۱۳/صفر ۱۴۲۷ھ بروز بدھ کی

صبح ایک خواب دیکھا بندہ نے دیکھا کہ روضہ رسول ﷺ کے احاطے کے اندر قبر اطہر ﷺ کے قریب ہی حضرت شیخؒ اپنی مخصوص نشست پر تشریف فرما ہیں اولیاء کرام کا ایک بڑا مجمع فرش پر موجود ہے روضہ رسول ﷺ سے رسول اللہ ﷺ حضرت شیخؒ سے براہ راست کلام فرما رہے ہیں، غالباً بشارتوں کا سلسلہ تھا۔

حاضرین مجلس وقفہ وقفہ سے ماشاء اللہ، سبحان اللہ کی صدائیں دھیمی دھیمی لگا رہے تھے میر صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے بھی ماشاء اللہ، سبحان اللہ کی آواز آرہی تھی حضرت شیخؒ نہایت ادب کے ساتھ اپنی نشست پر سر جھکائے سماعت فرما رہے تھے یہ سلسلہ کافی دیر چلتا رہا، احاطے کے باہر حضرت فیروز میمن صاحب دامت برکاتہم اور راقم الحروف (محمد عارف) بھی موجود تھے بندہ نے اس منظر کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا۔

غیب سے آواز آئی جامعۃ الرشید اور دیگر مدارس کے حضرات یہاں بیان کیلئے آرہے ہیں جس پر اتحاد الامت کا گمان غالب ہوا اور خوشی ہوئی ساتھ ہی ایک چیخ کی آواز آئی اور روضہ رسول ﷺ سے آنے والی آواز بند ہوگئی دروازے کھل گئے تمام حضرات باہر آنے لگے اور ایسا محسوس ہوا کہ حضرت امام مہدیؑ کا ظہور ہونے والا ہے جس پر انتہائی خوشی ہوئی، آنکھ کھلنے پر آذان فجر کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت مبشرات ہیں جن کو تحریر کرنے کا یہ موقع نہیں کیونکہ مضمون طویل ہوجائے گا۔

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی کی بنیاد

حضرت شیخؒ کا کراچی میں قیام پہلے ناظم آباد میں تھا پھر حضرت شاہ ابرار الحق صاحبؒ کے حکم سے گلشن اقبال کراچی میں خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی بنیاد رکھی اور ناظم آباد سے گلشن اقبال منتقل ہو گئے یہ غالباً ۱۹۷۹ء کا سال تھا بعد میں اسی خانقاہ میں

مدرسہ اشرف المدارس اور مسجد اشرف تعمیر کی گئی الحمدللہ آج یہ خانقاہ پورے عالم کا مرکز ہے ااور متوسلین اور طالبین افریقہ، امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی، برما، بنگلہ دیش، انڈیا، افغانستان، ایران، کینیڈا، سعودی عرب، عرب امارت وغیرہ سے اور پاکستان کے مختلف علاقوں سے اصلاح وتزکیہ کے لئے حاضر ہوتے تھے اور حضرت کی صحبت وارشادات عالیہ سے مستفید ہوکر فائز الحرام واپس ہوتے تھے خصوصاً بڑے بڑے اہل علم پورے عالم سے حضرت اقدسؒ سے منسلک ہوکر علم حقیقی اور کیفیات احسانیہ کے ساتھ اپنے قلوب کو منور کرتے ہیں۔

اس خانقاہ کی ایک شاخ سندھ بلوچ سوسائٹی کراچی میں قائم کی گئی جہاں ہر اتوار کو فجر کے بعد حضرت اقدسؒ کا بیان ہوتا تھا اور گا ہے گا ہے حضرت اقدسؒ وہاں چند روز کے لئے سالکین کے ہمراہ قیام بھی فرماتے تھے وہیں ایک نہایت وسیع اور خوبصورت مسجد سات آٹھ سال پہلے تعمیر ہو چکی تھی اور اب ایک جامعہ اشرف المدارس کے نام سے اور ایک مدرسۃ البنات زیر تعمیر ہے اللہ تعالیٰ تعمیر کا غیب سے سامان فرما کر حضرت والا کو مسرور فرمادے اور قیامت تک صدقہ جاریہ بنائے (آمین) الحمدللہ اب دونوں ادارے تعمیر شدہ ہیں بلکہ کثرت شائقین علم کی وجہ سے ان کی توسیع کی جارہی ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدسؒ کو اولاد کی طرف سے بھی خوش بختی سے نوازا ہے حضرتؒ نے پسماندگان میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑی ہے حضرت کے اکلوتے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب دامت فیوضہم بھی محی السنہ حضرت شاہ ابرارالحق صاحبؒ کے خلیفہ ہیں اور شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص ہیں اور اشرف المدارس کا تعلیمی انتظام وانصرام بڑی خوش اسلوبی سے چلا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی درد عشق اور سوز وغم کے وافر حصہ سے نوازا ہے اور حضرتؒ کے بعد خانقاہ کا انتظام وانصرام خوش اسلوبی سے چلا رہے ہیں اور خلق کا ان کی طرف خوب رجوع ہے خاص طور پر اہل علم خوب متوجہ ہو رہے ہیں

خدمت خلق

اللہ والوں کا ہمیشہ سے مخلوق کا ناطہ خالق سے جوڑنے کے ساتھ ساتھ خدمت خلق بھی ان کا خاصہ رہا ہے حضرت مولانا محمد مظہر میاں صاحب نے حضرت والا کی سرپرستی میں خدمت خلق کے کام کو منظم کرکے ایک ٹرسٹ بنایا جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں عظیم الشان خدمات کی سنہری تاریخ رقم کردی اس کی خدمات کا تفصیلی جائزہ لینے کیلئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔

اور حضرت اقدسؒ کے پوتے مولانا محمد ابراہیم صاحب، مولانا محمد اسماعیل میاں صاحب، مولانا محمد اسحاق میاں صاحب اور مولوی عبداللہ میاں بھی اہل علم میں سے ہیں اور اصحاب نسبت ہیں اور حضرت شیخؒ کے نواسے بھی اصحاب فضل وکمال ہیں الحمد للہ ایں خانہ ہمہ آفتاب است اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم اور ان کی اولاد کی زندگیوں میں برکت عطا فرمائیں اور طویل عرصہ تک صحت وعافیت کے ساتھ ان کو سلامت رکھیں اور ان کے فیوض وبرکات کو قیامت تک جاری رکھیں۔ آمین

حضرت اقدسؒ کے چھ سو کے لگ بھگ خلفاء حضرت اقدسؒ کے حکم سے اپنے اپنے ملکوں اور علاقوں میں بغرض اصلاح وتزکیہ خانقاہیں قائم کررہے ہیں جن سے خلق خدا فائدہ اٹھارہی ہے

شیخ العرب والعجم

حضرت شیخؒ کو اگرچہ بہت پہلے ان کے مشائخ نے شیخ العرب والعجم کا خطاب دیا تھا لیکن اب اس کا ظہور تمام ہورہا ہے اور سعودی عرب میں خاص طور پر حرمین شریفین میں آپ کا فیض بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے آپ کی جب حرمین شریفین حاضری ہوتی تھی تو صبح وشام کی مجلس میں سینکڑوں کی تعداد میں مردوخواتین حاضر ہوتے تھے اور حضرت کے بیسیوں خلفاء جدہ، مکہ، مدینہ اور دیگر شہروں میں ہفتہ واری

مجالس کا انعقاد کرتے ہیں۔

اور ان سب سے بڑھ کر آپ کے مواعظ عربی زبان میں ترجمہ ہوکر حکومت سعودیہ کی اجازت سے طبع ہوکر تقسیم ہورہے ہیں حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہریؒ کے فرزند اور حضرت والا کے خلفاء مولانا عبداللہ مدنی زید مجدہ' اور مدینہ یونیورسٹی کے پروفیسر اور حضرت شیخؒ کے خلیفہ ڈاکٹر مولانا خالد مرغوب صاحب زید مجدۂ مواعظ کا عربی ترجمہ کرکے حکومت سعودیہ سے منظور کراکر ہزاروں کی تعداد میں چھاپ کر تقسیم کررہے ہیں اور 2009ء کے ابتدائی مہینوں میں ایک ایک دن میں حرم مکہ اور حرم مدینہ میں ہزاروں مواعظ تقسیم ہوئے یہاں تک کہ آئمہ حرمین نے بھی ان مواعظ کو بہت پسند کیا ہے اور اہل عرب میں ان کی طلب بہت بڑھ گئی ہے اور لوگ فون کرکر کے حضرت کے خلفاء سے مواعظ طلب کرتے ہیں حضرت والا نے حکم فرمایا کہ طباعت اور تقسیم بالکل ہی نہ روکی جائے خواہ کتنا ہی مصرف آئے۔

حضرت شیخؒ اور ان کی اولاد نے اپنی گرہ سے اس مد میں بہت بڑا عطیہ دیا حضرت شیخؒ کے یہ تین مواعظ اہل عرب میں قبولیت عامہ حاصل کرچکے ہیں (۱) **مفاسد عدم حفظ البصر (۲) کنوزمن القرآن الکریم والحدیث شریف واسباب حسن خاتمہ (۳) البَلْسَمُ الشَّافِیُ لِمَنِ ابْتُلِیَ بِالْمَعَاصِیْ.**

عارف باللہ حضرت مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ کی خدمت میں

بندہ کو طالب علمی میں مسابقت کا بہت جذبہ تھا اگر کسی طالب علم کو کوئی نئی کتاب یا شرح یا تفسیر یا تعلیم کی مناسبت سے کوئی کام وغیرہ کرتے دیکھتا تو اسے اپنانے کی کوشش کرتا دل میں یہ بات رہتی تھی کہ علم وعمل کا کوئی پہلو جو یہاں سیکھا جاسکتا ہے وہ

رہ نہ جائے کیونکہ طالب علمی اسی لیے اختیار کی تھی۔

ایک دن درجہ ثالثہ والے سال عصر کی نماز کے بعد دعا کے بعد کچھ دیر مسجد میں بیٹھا رہا جب مسجد خالی ہوگئی تو میں کھڑا ہوا اور مسجد کے قبلہ رخ کھڑکی سے سامنے کے باغیچے میں جھانکا تو ایک ہم جماعت (مولانا جنید احمد) خاص طریقے پر قبلہ رخ بیٹھے ذکر کررہا تھا میں کافی دیر اس کو دیکھتا رہا مجھے اس کا طریقہ بہت پسند آیا رات کو تکرار کے بعد میں اس طالب علم کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ تم کیا کررہے تھے اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کررہا تھا میں نے دریافت کیا کہ تم نے یہ طریقہ کہاں سے سیکھا تو اس نے بتایا کہ گلشن اقبال میں ایک بزرگ آئے ہیں جن کا نام مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب ہے وہ ذکر اذکار بتاتے ہیں تو میں نے ان کا پورا پتہ لیا اور ملاقات کا وقت پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ جمعۃ المبارک کے دن نو سے دس بجے حضرت کا وعظ ہوتا ہے اور ملاقات ہوتی ہے۔

میں نے ان کی زیارت اور ملاقات کے سلسلے میں اپنے ہم جماعت دوست مولوی ایوب ولی پٹیل (برطانوی) اور مولوی سید امتیاز (کراچوی) سے مشورہ کیا۔

تو مولوی امتیاز صاحب نے بتایا کہ میں ان کو جانتا ہوں چنانچہ جمعۃ المبارک کو حضرت والا کی خدمت میں پہنچے حضرت ابھی حجرے میں تھے اور پچیس تیس سامعین خانقاہ میں بیٹھے تھے اور حضرت کے بیٹھنے کے لیے سامنے صوفہ رکھا ہوا تھا تقریباً نو بجے حضرت والا اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔

ہماری نادانی

ہم طالب علم سب سے آگے جا کر بیٹھے (میں اور مولوی ایوب ولی پٹیل تھے) حضرت نے بیٹھتے ہی اشارہ سے ہمیں اٹھا دیا اور اپنے دائیں جانب جہاں ایک

بزرگ جن کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ حاجی افضل صاحب (مرحوم) ہیں (چونکہ وہ اونچا سنتے تھے اس لیے حضرت ان کو اپنے دائیں طرف بٹھاتے تھے) ان کے پیچھے ہمیں بٹھادیا اور میر صاحب سے حضرت والا نے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو میر صاحب نے بتایا کہ یہ جامعہ اسلامیہ نیوٹاؤن کے طالب علم ہیں حضرت کا وعظ ہوا کچھ کچھ باتیں سمجھ آئیں بہر حال ہم جب باہر نکلے تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ہم چونکہ جامعہ کے طالب علم ہیں اس لیے ہمارے ساتھ انفرادی سلوک کیا گیا ہے اور اعزاز دیا گیا ہے اور ہمیں جہاں بزرگ بیٹھے ہیں وہاں بٹھایا گیا ہے جبکہ باقی صوفیوں کو سامنے بٹھایا ہے۔

دوسرے تیسرے روز جمعہ سے جب حضرت والا کا مضمون سمجھ میں آنے لگا تو تب معلوم ہوا کہ حضرت سامنے اس لیے نہیں بیٹھنے دیتے کہ ہم امرد ہیں اپنی نظر کی حفاظت اور تقویٰ کی وجہ سے سامنے نہیں بیٹھنے دیتے تھے تو دل میں بڑی شرمندگی محسوس ہوئی کہ ہم کیا سمجھ رہے تھے اور حضرت والا کس وجہ سے سامنے نہ آنے دیتے تھے چنانچہ جب تک داڑھی نہیں آئی نہ حضرت والا کے سامنے بیٹھنے اور نہ حجرے میں جانے کی اجازت تھی۔

خانقاہ کا جغرافیہ

اس وقت صرف خانقاہ تھی اور خانقاہ کے متصل حضرت والا کا رہائشی مکان تھا نہ اوپر کوئی منزل تھی نہ خانقاہ کے سامنے کوئی تعمیر تھی مسجد کی جگہ اور اس کے متصل گراسی لان تھا جس میں دیسی موڑھے رکھے ہوئے تھے جس پر حضرت والا عام طور پر عصر کے بعد تشریف فرما ہوتے اور ہر طرف اونچی چاردیواری تھی مسجد اور خانقاہ کی اوپر کی منزلیں بہت بعد میں تعمیر ہوئیں۔

خانقاہ کے لیے چندہ

روز بروز خلق خدا کے رجوع کی وجہ سے خانقاہ تنگ پڑتی جا رہی تھی تو خانقاہ کے اوپر ایک دو منزلیں تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تو اس کے لیے آپ نے جمعۃ المبارک کو بیان کے بعد اپیل فرمائی اور فرمایا کہ محض پیغمبر علیہ السلام کی سنت پوری کرنے کے لیے اس کار خیر کے لیے چندے کی اپیل کر رہا ہوں۔

اور اس کے لیے حضرت کی نشست کے قریب ایک تھیلہ لٹکا دیا گیا اور حضرت والا نے فرمایا کہ ہر ایک نے جو کچھ دینا ہو وہ مٹھی میں بند کر کے لائے اور تھیلہ میں ہاتھ ڈالے اور کھلا ہاتھ باہر نکالے فرمایا کہ اس سے ایک تو وہ شخص جن کے پاس ابھی دینے کو کچھ نہیں ہے اسے شرمندگی نہیں ہوگی اس لیے مٹھی بند کرنے میں عزت رہ جائے گی خواہ مٹھی خالی ہو اور ہاتھ کھلا نکالنے میں بدگمانی نہیں ہوگی کہ اندر سے کچھ نہ نکال لیا ہو تو اس وقت میرے اور میرے دوست کے پاس کل دس روپے تھے جو جامعہ واپسی کا کرایہ تھا تو ہم نے پانچ پانچ روپے چندہ ڈالا اور پھر شاید جامعہ پیدل واپس گئے تھے اس کے بعد آپ نے کبھی خانقاہ کے لیے چندہ نہیں فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے غیب کے خزانوں سے اعلیٰ قسم کی تعمیر کروادی۔

ابتدائی کیفیات

الحمدللہ اکثر جمعۃ المبارک کو حاضری ہوتی رہی دس بجے بیان کے بعد اکثر ساتھی جمعہ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر پڑھتے رہے جو وہاں رہ جاتے تو قریب کی مسجد میں حضرت والا کی معیت میں جا کر جمعہ ادا کرتے اور حضرت والا ساری نمازیں اسی مسجد میں ادا فرمایا کرتے تھے اگرچہ ان مولوی صاحب کو حضرت والا سے مناسبت نہیں تھی۔

ہم لوگ بھی اکثر جمعہ میں جامعہ نیوٹاؤن واپس آجاتے تھے اور کبھی وہاں بھی ادا کرتے تھے جمعہ کے بعد خانقاہ میں ختم خواجگان ہوتا تھا اس کے بعد دال روٹی ہوتی

تھی۔

ابتداء میں کچھ مضامین سمجھ میں نہیں آتے تھے لیکن روح کو کیف وحظ بہت محسوس ہوتا تھا اس لیے پورے ہفتے جمعہ کا انتظار کرتے تھے بعد میں کچھ مضامین سمجھ میں آنے لگے اور ابتداء میں اس بات پر بڑا تعجب ہوتا تھا کہ ہم بندے ہو کر اللہ تعالیٰ کے کیسے دوست بن سکتے ہیں اور آنکھوں سے ماوراذات کی محبت کیسے آسکتی ہے لیکن کچھ عرصہ بعد دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی مٹھاس محسوس ہونے لگی اور پھر تو یہ کیفیت ہوگئی کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ دوست ہیں اور ساتھ ہیں جو بھی درخواست کرتے قبول ہو جاتی۔

ذکر کی کیفیت

بندہ کا تہجد میں بالاہتمام اٹھنے کا معمول نہیں تھا کبھی کبھار پڑھ لیتے یا سونے سے پہلے پڑھ لیتے تھے لیکن فجر کے بعد اشراق تک مسجد میں رہنے کا معمول تھا فجر کے بعد حضرت والا کا بتایا ہوا ذکر کیا کرتا تھا اور اس ذکر میں کیفیت یہ ہوتی تھی کہ جب لا الہ کہتا تو نیو ٹاؤن کی مسجد غائب ہو جاتی اور جب الا اللہ کہتا تو پھر نظر آنے لگتی کچھ عرصہ یہ کیفیت رہی اور حضرت والا کی محبت کا بھی بڑا جوش ہوتا۔

ایک مرتبہ ایسے محسوس ہوا جیسے حضرت والا کی محبت ختم ہوگئی تو طبیعت بہت پریشان ہوئی حالانکہ دوران ہفتہ دور کہیں جانا جامعہ کے نظم کی وجہ سے بہت مشکل تھا لیکن ایسی اضطراری حالت طاری ہوئی کہ ایک دن شام کی چھٹی ہوتے ہی گلشن اقبال جانے کے لیے روانہ ہوا عصر کی نماز تک پہنچ گیا عصر حضرت والا کے ساتھ ادا کی عصر کے بعد حضرت والا موڑھے پر تشریف فرما ہوئے میں بھی دوسرے موڑھے پر بیٹھ گیا اور میں نے اپنے دل کی بات کہی تو حضرت والا بہت ہنسے اور ہنس کر فرمایا کہ تم سے ذکر میں سستی ہو رہی ہے اس لیے شیخ کا تعلق کمزور محسوس ہوتا ہے اور واقعی ان دنوں

میں اس میں کچھ سستی پائی جارہی تھی اس کے بعد حضرت والا گھر تشریف لے گئے اور خود چائے بنوا کر لائے اور چائے پلائی اس وقت دل کی کیا کیفیت تھی اس کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے اس کے بعد ذکر کا اہتمام کیا تو اس قدر حضرت کی محبت نے جوش مارا کہ جمعہ سے پہلے ہی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر تھوڑی دیر کے لیے زیارت کر کے واپس آیا۔

دو اہم باتیں

حضرت والا سے ابتداء ہی سے دو اہم باتیں قلب میں بیٹھ چکی تھیں ایک مطمع نظر اور مقصود صرف شیخ کی ذات کو بنایا جائے لہٰذا یہی وجہ تھی کہ خانقاہ کے وہ لوگ جو دنیوی پیشہ سے تعلق تھے ان میں سے کسی سے تعارف نہیں تھا حتیٰ کہ میر صاحب سے بھی اور اس معاملے میں اس قدر ڈرتے تھے کہ بیان کے بعد اگر کوئی کاروالا ساتھی یہ پیشکش کرتا کہ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ کہ بس سٹاپ تک پہنچادیں تو ساتھ نہیں بیٹھتے تھے کہ کہیں حضرت والا کو علم ہو جائے تو وہ سمجھیں گے کہ کار والوں سے دوستی لگا تا ہے اس لیے ہمیشہ حضرت شیخ کی ذات کو ہی مطمع نظر بنائے رکھا بعد میں معلوم ہوا کہ اہل اللہ کے ہاں اس کو وحدت مطلب کہتے ہیں۔

دوسری اہم بات یہ سیکھی کہ اللہ والوں کے ایام فتوحات نہیں دیکھنے چاہیں بلکہ ایام مجاہدہ دیکھنے چاہیں اور اسکی اتباع اور تقلید کرنی چاہیے اس سے اہل اللہ پر کبھی بدگمانی نہیں ہوتی الحمدللہ اس بات کی برکت سے اپنے شیخ یا کسی استاد یا کسی اللہ والے پر دنیوی مال واسباب کا راستہ کھلنے کی وجہ سے بدگمانی نہیں ہوئی اور یہ سنت اللہ ہے کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کے لیے تکلیف اور مجاہدے برداشت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر روحانی دولت کے دروازے کھولنے کے ساتھ ساتھ دنیوی آسائش وراحت کے دروازے بھی کھول دیتا ہے کبھی کسی اللہ والے پر دنیوی اسباب کی کثرت دیکھ کر

بدگمانی کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈالنا چاہیے۔

بعض اہل دل کا تعارف اور زیارت

حضرت والا دامت برکاتہم سے مواعظ میں یہ بات سنی کہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے پانچ خلفاء بقید حیات ہیں ایک حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحبؒ کراچی میں دوسرے حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ جلال آباد انڈیا میں تیسرے حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ ہردوئی شریف انڈیا میں چوتھے حضرت مولانا فقیر محمد صاحبؒ پشاور میں پانچویں حضرت حافظ جی حضورؒ ڈھاکہ بنگلہ دیش میں حضرت والا کے تعارف کروانے اور توجہ دلانے کی برکت سے پہلے چار مشائخ کی زیارت اور برکت حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔

اسی طرح مفتی رشید احمد صاحبؒ لدھیانوی کا نام گرامی بھی آپ ہی سے سنا اور پھر ان کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

بیعت اور خلافت

اگرچہ حضرت والا دامت برکاتہم سے 1980ء سے وابستہ ہوگیا تھا لیکن مدرسہ میں ابتدائی درجہ کے طالب علم ہونے کی وجہ سے اور پھر امرد ہونے کی وجہ سے بیعت کا صحیح مفہوم اور تقاضے پورے کرنے سے قاصر رہا چنانچہ پھر اس کے ازالے کے لیے مشکوٰۃ شریف کے سال 1985ء میں تجدید بیعت کی اور اس کے بعد 1992ء میں دارالعلوم اسلامیہ کامران بلاک لاہور میں خلیفہ مجاز صحبت مقرر فرمایا اور پھر 9 رمضان المبارک 1416ھ بمطابق 1996ء مکۃ المکرّمہ سے حضرت والا نے خلافت مجاز بیعت مقرر فرمایا۔

اور اسی رمضان المبارک میں جمعۃ الوداع سے دو ساتھیوں کی بیعت کر کے اس عظیم الشان کام کا آغاز کیا اللّٰھم لک الحمد و الشکر۔

حضرت والا کا فیض بہاول نگر میں

الحمدللہ! جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر پنجاب پاکستان میں بھی حضرت نے ۱۷/۱۰ کتوبر ۱۹۹۷ء بروز جمعۃ المبارک خانقاہ اشرفیہ اختریہ کا افتتاح فرمایا جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت شیخ کے زیر سایہ اصلاح وتزکیہ کا کام ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کو صحت وعافیت اور خدمات دینیہ اور شرف قبولیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور پوری امت کو حضرت اقدس کے وجود مسعود سے مستفید فرمائے اور خصوصا متوسلین کو پوری فکر وطلب کے ساتھ فیض اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

الحمدللہ! مارچ ۲۰۰۰ء کو احقر کی درخواست پر باوجود ضعف و پیرانہ سالی کے حضرت اقدس نے نہایت کرم فرمایا اور تین دن کے لئے دوبارہ بھاولنگر تشریف لائے حضرت اقدس کے ہمراہ تقریبا چالیس احباب بھی تشریف لائے۔ پورے بہاول نگر میں عید کا سماں تھا اور لوگ جوق در جوق حضرت والا کی زیارت اور صحبت سے فیض یاب ہونے کے لئے آرہے تھے حضرت والا یہاں کی دینی فضا اور دینی طلب کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے یہ سب حضرت والا ہی کا فیض ہے خانقاہ اشرفیہ اختریہ کی بالائی منزل کی توسیع کا حضرت والا نے افتتاح فرمایا اور منچن آباد میں جدید مسجد رفیق الاسلام کا بھی افتتاح فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے صدقہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔آمین!

کشف وکرامات

کشف وکرامت ولایت اور بزرگی کے لوازمات میں سے نہیں ہے ولایت کا مدار ایمان وتقویٰ اور اتباع سنت پر ہے لیکن بہت سے بزرگوں کو یہ نعمت بھی دیدی جاتی ہے حضرت شیخ ؒ کو احقر کے تجربہ کے مطابق بہت کشف اور القاء ہوا کرتا تھا

اگرچہ کبھی اس کا صراحتاً اظہار نہیں فرمایا لیکن گفتگو فرماتے تو سننے والا واضح طور پر سمجھ جاتا کہ حضرت پر اس کے حالات منکشف ہو گئے ہیں اس لیے آپ کی مجلس میں آنے والے جن مسائل و الجھن کو لے کر آتے آپ اسی پر گفتگو فرما دیتے جس سے سوال کیے بغیر آنے والوں کو جواب مل جاتا بزرگوں نے لکھا ہے کہ جس اللہ والے کی ایسی مجلس ہو جہاں بغیر سوال کیے جواب مل جائے اس شخص کو مؤید من اللہ سمجھنا چاہیے۔

ایک بار احقر تقریباً 15 سال پہلے احباب کے ساتھ بہاول نگر سے لاہور جامعہ اشرفیہ میں صیانۃ المسلمین کے سالانہ اجتماع میں شرکت کے لیے حاضر ہوا حضرت شیخؒ بھی کراچی سے تشریف لائے ہوئے تھے حضرت کا قیام لاہور شہر میں کسی اور جگہ تھا اس لیے حضرت کی فوری زیارت نہ ہوئی اور ہم لوگ جامعہ کی ایک درسگاہ میں ظہر کے بعد سو گئے سب ساتھی تھکے ہوئے تھے جلد ہی نیند کی وادی میں پہنچ گئے جب عصر سے پہلے بیدار ہوئے تو میری قمیض ساز و سامان سمیت غائب تھی بسیار تلاش کیا لیکن نہ ملی اسی میں زادِ سفر تھا اور اچھی خاصی رقم تھی دل پر بہت بوجھ ہو گیا طبیعت بہت بوجھل ہو گئی عصر کے بعد جامعہ کی مسجد میں حضرت کا بیان تھا بہت بڑا مجمع تھا ہمیں نماز میں بھی بہت پیچھے جگہ ملی اور بیان میں بھی حضرت نے بیان کے شروع ہی میں یہ بات فرما دی کہ کبھی اللہ تعالیٰ مالی نقصان کرا دیتے ہیں تاکہ روحانی طور پر مالا مال کر دیں بس اس جملے کو سنتے ہی دل منشرح ہو گیا اور غم مبدل بخوشی ہو گیا اور میں سمجھ گیا یہ حضرت کا کشف ہے حالانکہ یہ بیان کا موضوع نہ تھا اس طرح کے بیسیوں واقعات بیان کیے جا سکتے ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ کسی بزرگ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ اس کی مجلس میں آنے والوں کی زندگی تبدیل ہو جائے الحمدللہ یہ کرامت حضرت کو بطریق اتم حاصل تھی نہ صرف مجلس میں آنے والوں کی زندگیاں بدلتی تھیں بلکہ جنہوں نے آپ کا تذکرہ سن لیا، وعظ و کتاب پڑھ لی یا کیسٹ وغیرہ سے بیان سن لیا ان کی بھی

زندگیاں تبدیل ہوگئیں لیکن اس کے علاوہ بھی آپ کے مختلف کراماتی واقعات ہیں۔

بندہ کے قتل کی سازش اور حضرت کی آمد

نوّے کی دہائی میں ضلع بہاول نگر مذہبی فرقہ ورانہ فسادات کے حوالے سے کافی خطرناک ہوگیا تھا اور قتل وغارت کے کئی واقعات پیش آچکے تھے ضلع کی مرکزی درسگاہ کے ذمہ دار اور خادم ہونے کی حیثیت سے پولیس بندہ کو بھی متعدد بار متنبہ کر چکی تھی کہ آپ کی جان کو خطرہ ہے آپ بہت احتیاط کریں

۱۹۹۷ء میں حضرت شیخؒ کو بہاول نگر ختم بخاری شریف کے جلسہ میں تشریف آوری کی دعوت دی گئی جس میں اس وقت تین ہفتے باقی تھے تو حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ میں اگلے ہفتے ہی آرہا ہوں ادھر ہم لوگوں کی کوئی تیاری نہیں تھی اور نہ ہی کوئی اشتہار وغیرہ نکالا تھا حضرت سے دبے لفظوں میں عرض کیا کہ اشتہار اور دعوت ناموں کے لیے وقت کم ہے تو فوراً فرمایا جن روحوں کو ہم تک آنا ہوگا وہ آکر رہیں گیں خواہ اطلاع ہو یا نہ ہو

چنانچہ جمعرات کو حضرت شیخؒ بذریعہ جہاز بہاول پور تشریف لائے اور وہاں سے کار پر بہاول نگر تشریف آوری ہوئی جمعرات سے ہی زیارت کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا اور جمعہ کی نماز کے بعد آپ کا بیان ہوا اور حضرت کی بات سچ ثابت ہوئی اتنا مجمع تھا کہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا بعض لوگوں نے بتایا کہ ہمارے کان میں یہ بات پڑی کہ مدرسہ عیدگاہ میں کوئی اللہ والا آیا ہے تو ہم کھچے چلے آئے یہ بھی حضرت کی کرامت تھی

حضرت نے دو روز قیام فرمایا اور اتوار کو کراچی تشریف لے گئے حضرت کے بہاول نگر قیام کے دوران لاہور سے شیعہ دہشت گرد بندہ کو قتل کرنے کے لیے آئے اور انہوں نے کئی بار اس کی کوشش کی ٹارگٹ کو قریب پا کر بھی ان کی ہمت نہیں ہوئی مختلف اوقات

میں وہ مدرسہ میں آتے رہے لیکن وہ جب بھی آئے انہیں بہت لوگ چلتے پھرتے محسوس ہوتے تھے وہ مایوس ہوکر یہاں سے حاصلپور چلے گئے اور وہاں مشہور سنی وکیل ملک ندیم اعوان کو شہید کر دیا اور موقعہ پر پکڑے گئے انہوں نے دوران تفتیش جو بیان ریکارڈ کرایا اس میں اوپر والی تفصیلات بیان کیں اور بتایا کہ مولانا کے پیر صاحب آئے ہوئے تھے جس کی وجہ سے وہاں ہر وقت رونق رہتی تھی ہم بیت اختر تک بھی پہنچے جہاں مولانا بیٹھتے تھے لیکن ہم جب بھی اس ارادے سے آئے ہمیں ہمت نہیں ہوئی (یہ تفصیلات ہمیں بہاول نگر کے ڈی پی او نے اپنے دفتر بلا کر آن ریکارڈ دکھائیں)

تب بندہ پر یہ بات منکشف ہوئی کہ حضرت اسی ہفتہ آنے کا کیوں اصرار فرما رہے تھے ان رازوں کو یہ اللہ والے ہی جانتے ہیں اور دہشت گردوں کا موقعہ پر پکڑا جانا بھی حضرت کی کرامت ہے اور سزا پا کر پھانسی چڑھ جانا بھی کرامت ہے حالانکہ وہ قاتل سیاسی اعتبار سے بہت مؤثر لوگ تھے لیکن ان کی تمام تر کوشش کے باوجود پھانسی سے نہ بچ سکے **الحمدللہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات**

مجلس وعظ وارشاد

حضرت شیخؒ کی مجلس علم اور روحانیت کا مرقع ہوتی تھی جہاں نفوس کا تزکیہ ہوتا تھا وہیں علمی ارتقاء بھی نصیب ہوتا تھا آپ مضامین کو قرآن وحدیث سے مدلل اور مزین فرماتے اور فرماتے اکابر کی باتوں کو میں نے قرآن وحدیث سے مدلل کر دیا ہے اور حوالہ باقاعدہ عربی عبارت کے ساتھ دیتے تھے اسی لیے آپ کے حلقہ محبت میں اہل علم کی بہت کثرت ہے

حضرت کے اکثر مضامین الہامی ہوتے تھے اور طالبین کی ضرورت کے مطابق مضامین القاء ہوتے تھے اس لیے فرمایا کرتے تھے توجہ سے میری بات سنو کیونکہ سامعین کی طلب کے مطابق مضمون آتا ہے جیسے بچہ جب روتا ہے اور دودھ طلب

کرتا ہے تو ماں کا خون شیر اور دودھ میں تبدیل ہو جاتا ہے

جس طرح برمحل اور برموقعہ آپ الفاظ لایا کرتے تھے وہ آپ کا خاصہ تھا آپ کے وعظ و بیان میں اس بات پر نظر مرکوز ہوتی تھی کہ سامعین کے دل میں بات بیٹھ جائے اور نہایت درد سے فرماتے کس طرح میں اپنا دل تمہارے سینوں میں ڈال دوں لیکن پھر بھی آپ کا بیان جتنا فصیح و بلیغ اور حسین الفاظ کا مرقع ہوتا آدمی حیران رہ جاتا فرماتے میں تکلفاً یہ الفاظ نہیں لاتا بلکہ خود بخود یہ الفاظ سامنے آجاتے ہیں فرمایا کرتے تھے کہ الفاظ بھی ہاتھ جوڑ کر میرے سامنے پیش ہوتے ہیں

آپ کا بیان بہت پردرد اور اثر انگیز ہوتا تھا جس کا اثر ہر سامع واضح طور پر محسوس کرتا تھا خود ارشاد فرماتے ہیں ؎

کس قدر دردِ دل تھا میرے بیاں کے ساتھ
گویا کہ میرا دل بھی تھا میری زباں کے ساتھ

اور اس میں خاص قسم کی قرب الٰہی کی چاشنی محسوس ہوتی گویا کہ کانوں میں رس گھولا جا رہا ہے خود فرماتے ہیں ؎

کس قدر حلاوت ہے میرے طرز بیاں میں
خود میری زباں اپنی زباں چوس رہی ہے

معرفت الٰہی کا مضمون بیان کرتے کرتے یہ فرماتے اب میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جس سے میں اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت کو تعبیر کروں اور اس ارشاد کا مصداق ہو جاتے ''من عرف ربہ کل لسانہ'' جو اپنے رب کو پہچان لیتا ہے اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے حکیم الامت تھانویؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عارف اللہ تعالیٰ کے معرفت کے مضمون بیان کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے بلکہ من جملہ ایک ایسا وقت آتا ہے کہ وہاں الفاظ زبان کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی حکمت و بصیرت سے نوازا تھا عشق الٰہی اور معرفت الٰہی

کا پر درد اور سنجیدہ مضمون بیان فرماتے فرماتے مزاح کی بات فرما دیتے جس سے روتے چہرے مسکرانے لگتے ورنہ اگر تسلسل سے آپ مضمون بیان فرماتے تو شاید کمزور قلوب پھٹ جاتے لیکن جب آپ اس بات کو مجلس میں محسوس فرماتے تو فوراً ہنسی مذاق کی کوئی بات فرما دیتے جس سے وہ کیفیت کم ہو جاتی خود فرماتے یہ اس لیے مزاح کرتا ہوں کہ تمہارے دل کھل جائیں اور میں اس میں عشق الٰہی کا مال ڈال دوں اس لیے حضرت کے ایک عاشق دوران مجلس زور سے نعرہ لگاتے

تم ہنساوت بھی ہو تم رلاوت بھی ہو
میرے مولا سے تم ملاوت بھی ہو
اللہ پاک یہ دم سلامت رکھے

دوران بیان آپ کے آنسو جاری رہتے اور یہی حال سامعین کا ہوتا تھا جب لوگ بیان سن کر جاتے تو اپنے دلوں کو دھلا ہوا اور نور سے معمور پاتے ہر مجلس میں لوگوں کو فرش سے عرش تک لے جایا جاتا ۔

فاصلوں کا سمٹنا میرے مرشد کی کرامت ہے
ابھی تھیں دوریاں رب سے ابھی قربت میں بیٹھے ہیں
(صوفی خالد اقبال تائب صاحب)

حس مزاح

اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخؒ کو مزاح کی سنت کا بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا آپ کی محفل میں آنے والے کا دل فوراً کھل جاتا تھا فرماتے تھے کہ ''انار لو کھلتا ہوا پیر پکڑو ہنستا ہوا'' اور فرماتے ہنسنے بولنے والے میں کبر نہیں ہوتا سنجیدگی اختیار نہ کرو بلکہ خندیدگی اختیار کرو اور فرماتے جو ہنسنا غفلت قلب کے ساتھ ہو وہ مذموم ہے اس لیے فرمانبرداروں کا ہنسنا اور ہے اور نافرمانوں کا ہنسنا اور ہے ۔

لبوں پہ ہے گو ہنسی بھی ہردم اورآنکھ بھی میری ترنہیں ہے
مگر جودل رہ رہاہے پیہم کسی کواس کی خبرنہیں ہے

(خواجہ مجذوب صاحبؒ)

حضرت نے اپنے حجرے میں ایک چھوٹا سا کھلونا رکھا ہوا تھا جس کو دباتے تو ہنسنے کی آواز آتی اگر آپ سے کوئی بیعت ہونے آتا تو آپ اس کو دباتے تو سب حاضرین مجلس ہنستے تو آپ اس کو دیکھتے اگر وہ بھی ہنستا تو بیعت فرما لیتے ورنہ فرماتے آپ کو ہم سے مناسبت نہیں کہیں اور تشریف لے جائیں خود فرمایا

لب ہیں خنداں جگر میں تیرا دردوغم
تیرے عاشق کو لوگوں نے سمجھا ہے کم

فرماتے ہنسنا ہنسانا پیغمبر علیہ السلام کی سنت ہے حضرات صحابہ کرامؓ کبھی اتنا ہنستے تھے کہ ایک دوسرے پر گر پڑتے تھے

اس لیے آپ کے ہاں رات کو ایک مجلس لطیفوں کی بھی ہوتی تھی فرماتے تھے اس میں میں ٹینشن کے مریضوں کا علاج کرتا ہوں

کبھی مزاح کے انداز میں اصلاح فرما دیتے لیسٹر کے ایک نوجوان نے نصیحت کی درخواست کی تو فرمایا اے لیسٹر کے نوجواں اپنا ٹیسٹر بچا کے رکھنا۔

افریقہ میں ایک بڑا سیٹھ آپ کی ٹانگ دبا رہا تھا کسی نے کہا یہ بہت امیر آدمی ہے جو آپ کی ٹانگ دبا رہا ہے تو آپ نے فوراً فرمایا میں نے اس کی جیب نہیں دبائی اسی لیے یہ میری ٹانگ دبا رہا ہے

خدا رحمت کنند ایں پاک طینت را

شعروشاعری

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ فرمایا کرتے تھے ؎

شاعری مدنظرہم کو نہیں ہے
واردات دل لکھا کرتے ہیں ہم
ایک بلبل ہے ہماری رازداں
ہرکسی سے کب کھلا کرتے ہیں ہم

حضرت شیخ ؒ کی شاعری بھی واردات قلب اور درد نہانی کی ترجمانی ہے ہر شعر آپ کے زخم جگر کی غمازی کرتا ہے خود فرماتے ہیں ؎

تم اصلاح کی اس میں کوشش نہ کرنا
یہ ہے داستاں درددل کی ہماری
میری شاعری بس میرادرددل ہے
لغت پاسکے گی اسے کیا تمہاری

آپ کی شاعری کا محور محبت الٰہی ،عشق رسول ﷺ ،اتباع شریعت ،صحابہ واولیاء کی منقبت ،خون تمنا کی داستاں ،عشق مجازی اور حسن مجازی کا پوسٹ مارٹم ،اور فیضان مرشد ہے فرماتے ہیں ؎

ذکر سے جب ملا نورجاں میں
سینکڑوں جاں ملی میری جاں میں
چشم غماز ہے درد نسبت
عشق مجبور ہے گو بیاں میں

حضرت کا یہ شعر آب زر سے لکھنے کے قابل ہے

نقش قدم نبی ﷺ کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

اور فرماتے ہیں۔

آپ ﷺ کا مرتبہ اس جہاں میں
جیسے خورشید ہو آسماں میں
شرط توحید کامل یہی ہے
عشق ہو آپ کا قلب وجاں میں

ایک جگہ فرماتے ہیں۔

داغ حسرت سے دل سجائے ہیں
تب کہیں جا کے ان کو پائے ہیں
ان حسینوں سے دل بچانے میں
ہم نے غم بھی بہت اٹھائے ہیں
حسن فانی کے چکروں میں میر
کتنے لوگوں نے دن گنوائے ہیں
شکل بگڑی تو بھاگ نکلے دوست
جن کو پہلے غزل سنائے ہیں
منزل قرب یوں نہیں ملتی
زخم حسرت ہزار کھائے ہیں

بہرحال آپ کا ہر شعر سبق آموز، نصیحت آمیز، سوزش دل سے اثر انگیز اور زینہ ہدایت ہے آپ کے شعری کلام کے دو مجموعے ''فیضان محبت'' اور ''آئینہ محبت'' کے نام سے چھپ کر منصۂ شہود پر آچکے ہیں ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے

بیرون ممالک اسفار

حضرت شیخؒ نے ان ممالک میں تبلیغی اسفار فرمائے

بنگلہ دیش، برما، سعودی عرب، عرب امارات، برطانیہ، فرانس،
ری یونین، مریشس، ساؤتھ افریقہ، موزنبیق،
ملاوی، زامبیا، امریکہ، کینیڈا، کینیا، انڈیا، افغانستان

اندرون پاکستان اسفار

حیدرآباد، لاہور، پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان، ڈیرہ غازی خان، ملتان، بہاول نگر، چشتیاں، بہاول پور، رحیم یار خان، کوئٹہ، فیصل آباد، اسلام آباد، راولپنڈی،

حضرت رحمہ اللہ 500 با اثر مسلم رہنماؤں میں شامل

رائل اسلامک اسٹریٹیجک اسٹڈیز آف اردن کے تحت 2012ء کے اختتام پر جن 500 با اثر ترین مسلم رہنماؤں کی فہرست بنائی گئی ان میں حضرت رحمہ اللہ کا نام بھی صوفی رہنما کے طور پر شامل تھا۔

حضرت شیخؒ کا وصیت نامہ

20 ربیع الاول 1420ھ بمطابق 5 جولائی 1999ء

۱) الحمدللہ کہ یہ فقیر مقروض نہیں ہے

۲) اور میں یہ وصیت کرتا ہوں اپنے نفس کے لیے اور اپنے تمام اہل خاندان اور احباب کے لیے کہ ہر لمحہ حیات اور انفاس زندگی اللہ تعالیٰ کی مرضیات پر فدا کریں اور ایک لمحہ بھی اللہ پاک کو ناراض کر کے کوئی حرام خوشی اپنے نفس میں نہ لائیں اور اگر کبھی خطا ہو جائے تو توبہ استغفار اور اشکباری اور آہ وزاری سے اپنے مولیٰ کو خوش کریں۔

۳) تمام زندگی صحبت صالحین کا اہتمام لازم رکھیں اور اپنی مناسبت کے کسی مرشد کا سایہ اپنے سر پر رکھیں۔

۴) مالی معاملات میں تقویٰ کا نہایت اہتمام رکھا جائے اور اہل فتاویٰ سے مسائل شرعیہ میں رجوع لازم رکھیں۔

۵)میری تمام تصانیف کی اشاعت کا ہمیشہ اہتمام رکھا جائے تا کہ صدقہ جاریہ جاری رہے اور ہماری ذریات دینی خدمات میں تمام زندگی مصروف رہے۔

٦)جس شہر میں بھی انتقال ہو وہیں دفن کر دیا جائے۔

۷)میری روح کو تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کا معمول اور دعائے مغفرت کا معمول رکھیں۔

۸)میری نماز جنازہ مولانا مظہر میاں سلمہ پڑھائیں۔

۹)جنازہ جلد دفن کیا جائے سنت کے مطابق قبر میں سینہ قبلہ رو اور منہ دکھائی وغیرہ کی رسم سے احتیاط لازم رکھیں۔

مجلس اشاعۃ الحق کے بارے میں وصیت

میں محمد اختر ولد محمد حسین ناظم مجلس اشاعۃ الحق باہوش وحواس اپنے تمام اختیارات متعلقہ مجلس مذکور اپنے صاحبزادے مولانا قاری محمد مظہر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں میری علالت ونقاہت کے سبب موصوف میری (محمد اختر) تمام اہتمامی وانتظامی امور میں میری طرف سے مختار کل ہیں اور وہ مجلس اشاعۃ الحق کے تمام انتظامات اسی طرح سنبھالنے کے مجاز ہیں جس طرح سے کہ احقر کو حاصل ہیں میں اپنی کمزوری اور طویل علالت کے سبب آں موصوف سلمہ کو اپنا قائم مقام بناتا ہوں یہ چند سطور بطور دستاویز وتوثیق نامہ تحریر کرتا ہوں تا کہ دفتری کاموں میں یہ تحریر مولانا محمد مظہر صاحب سلمہ کے لیے کارآمد ثابت ہو۔

محمد اختر عفا اللہ عنہ

۹ شوال ١٣٩٦ھ بمطابق ۴، اکتوبر ١٩٧٦ء

ناظم آباد کراچی

میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے آخری لمحات

۲۳ رجب المرجب ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲ جون ۲۰۱۳ء بروز اتوار بعد نماز مغرب شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

ہر عاشق حق کی یہ تمنا رہی ہے کہ اس کی وفات اس دن ہو جس دن عاشق اعظم اورمحبوب اعظم حضرت محمد ﷺ کی وفات ہوئی چنانچہ سب سے پہلے یہ تمنا یار غار ومزار قدوۃ الصدیقین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کی تھی جس پر امام بخاریؒ نے ''باب موت یوم الاثنین'' (صفحہ ۱۸۶ بخاری جلد اول) قائم کیا ہے یعنی پیر کے دن مرنے کی تمنا کرنا مستحب ہے اوراس باب کے تحت امام بخاریؒ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کی تمنا ذکر فرمائی ہے چنانچہ آپؓ کی یہ تمنا پوری ہوئی اور آپ کا انتقال پیر کے دن ہوا۔

۱۹۹۷ء میں میرے مربی وشیخ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ بہاول نگر تشریف لائے تو جامع مسجد نادر شاہ بازار میں فجر کے بعد بیان میں یہ بات ارشاد فرمائی کہ مولانا جلیل احمد کے والد مرحوم مولانا نیاز محمد ختنیؒ کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ وہ پیر کے دن مرنے کی تمنا رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تمنا پوری فرمادی میں بھی یہ تمنا کرتا ہوں کہ میری موت بھی پیر کے دن ہو اسی دن یہ یقین ہو چلا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس پیارے بندے کی مراد کو پورا فرمائیں گے

میرے مربی وشیخ اگرچہ ۲۰۰۰ء سے بستر علالت پر تھے اوراس حالت میں بھی آپ کا فیضان ہر طرح سے جاری وساری تھا لیکن کچھ عرصہ سے بیماری شدت اختیار کرتی جارہی تھی ہر پیر کے دن دل ڈرتا رہتا کہ کوئی غمناک واقعہ پیش نہ آجائے۔

بندہ چونکہ کراچی سے 700 کلومیٹر دور بہاول نگر کا رہائشی ہے اس دوری کی وجہ

سے ہمیشہ احساس محرومی رہتا تھا لیکن ان دنوں میں ہر وقت دل پر یہ غم چھایا رہتا کہ اس دوری میں حضرت شیخ کو کچھ ہو گیا یہ کسک کبھی بھی دل سے نہ جائے گی۔

۲۹ مئی کو بیماری کی شدت کی اطلاع ملی تو رخت سفر باندھا اور جمعرات ۳۰ مئی کو کراچی حاضر ہو گیا اگرچہ حضرت پر بار بار بیماری کا حملہ ہو رہا تھا لیکن جوں جوں پیر کا دن قریب آتا جا رہا تھا تو اندیشے بڑھتے جا رہے تھے اس سے پہلے بھی حضرت شیخ اپنے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم محمد مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم سے کئی بار پوچھ چکے تھے "آج کون دن ہے" (یہ حضرت کا خاص انداز تھا) تو مولانا فرماتے بدھ ہے یا جمعہ ہے جو بھی دن ہوتا تو آپ نفی میں سر ہلا دیتے۔

بندہ اتوار کی صبح حضرت شیخ کی زیارت کر کے رہائش گاہ پر بغرض آرام آیا تو عصر کے بعد اطلاع ملی کہ حضرت کی حالت نازک ہوتی جا رہی ہے فوراً خانقاہ حاضر ہوا خانقاہ میں ایک بہت بڑا مجمع ذکر و دعا میں مشغول تھا اور سب کے چہروں پر غم کی پرچھائیاں صاف نظر آ رہی تھیں خاموش آنسو بہہ رہے تھے ایک دفعہ تو بندہ کو سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کریں پھر خانقاہ کے اندر سے بلاوا آیا بندہ اندر حاضر ہوا اندر سب دل گرفتہ اور پریشان تھے حضرت کو آکسیجن دی جا رہی تھی ڈاکٹر صاحبان اپنی پوری کوشش میں لگے ہوئے تھے بندہ نے حضرت کے سر کو دبانا اور سہلانا شروع کر دیا حضرت مولانا محمد مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم اور ان کے صاحبزادگان مولانا ابراہیم میاں صاحب، مولانا اسماعیل صاحب اور مولانا اسحاق صاحب آکسیجن تھیلی کے ذریعے حضرت کو سانس لینے میں مدد رہے تھے اور ان حضرات کے آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور سب لوگ گھٹی گھٹی آواز سے رو رہے تھے بندہ نے گھڑی پر نظر کی تو پیر کے داخل ہونے میں بیس منٹ باقی تھے دل کو کسی چیز نے پکڑ لیا حضرت کی کھلی آنکھیں بھی گھڑی کی طرف تھیں اور دل نے کہا کہ حضرت پیر ہی کا انتظار کر رہے ہیں حضرت کی آنکھوں سے ایک دو آنسو آپ کے گال پر لڑھک گئے جو بندہ نے ہاتھ

سے پونچھ کر اپنے چہرے پرمل لیے اور شدت جذبات سے حضرت کی پیشانی پر بوسہ دیا سات بجکر بیس منٹ پر جب مغرب کی اذان ہوئی تو بندہ نے حضرت کے چند خدام کے ساتھ خانقاہ کے اندر ہی حضرت کے پاس باجماعت نماز پڑھ لی اور باقی حضرات مسجد چلے گئے نماز پڑھ کر پھر دوبارہ بندہ حضرت کے سر کو دبانے اور سہلانے لگا تو سکرات کے آثار شروع ہوگئے اور سانسوں میں وقفہ ہونے لگا حضرت کی پیشانی مبارک جو دبانے اور سہلانے سے خون کے اثر کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی اچانک نورانی ہونا شروع ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے زرد نورانی رنگ پھیل گیا ؎

عاشقان زرد رو کی چشم نم میں صبح دم
ان کے جلوؤں کا یہ رنگ ارغوانی دیکھئے

(حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

اتنے میں حضرت کے صاحبزادے حضرت مولانا مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم مسجد سے مغرب کی نماز پڑھ کر واپس تشریف لے آئے تو حضرت آخری سانسوں پر تھے اور چند منٹ بعد پورے عالم اسلام کو یتیم چھوڑ کر عالم بالا کی طرف رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

اور زرد نور پورے چہرے پر پھیل گیا اور ایک خاص اطمینان وسکون چہرے پر ہویدا ہوا جیسے تھکا مسافر اپنی منزل پر پہنچ گیا ہو میں نے گھڑی پر نظر کی تو 7 بجکر 42 منٹ تھے اور پیر کو داخل ہوئے 22 یا 23 منٹ ہو چکے تھے اور خانقاہ کے اندر اور باہر آہ وبکا اور سسکیوں کی آوازیں گونج رہی تھیں اور لوگ ایک دوسرے سے لپٹ کر رو رہے تھے مجھے مولانا جلال الدین رومیؒ کا یہ شعر یاد آرہا تھا ؎

تو چناں خواہد خدا خواہد چنیں
می دہد یزداں مراد متقیں

تو جو چاہے گا وہی اللہ تعالیٰ چاہیں گے اللہ تعالیٰ اپنے متقین بندوں کی مراد پوری

فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بھی میرے شیخ کی مراد کو پورا فرمایا اور پیر کے دن موت عطاء فرمائی۔

وفات کے وقت حضرت کے کمرہ میں یہ احباب موجود تھے حضرت میر عشرت جمیل صاحب مدظلہ، بھائی مطہر محمود لاہوری صاحب، مولوی برکت اللہ صاحب بہاول نگری، حافظ ضیاء الرحمٰن صاحب امریکی، ڈاکٹر ایوب صاحب، بھائی فیروز میمن صاحب، ڈاکٹر امان اللہ صاحب، ڈاکٹر عارف صاحب، ڈاکٹر عمر صاحب، ڈاکٹر اظہر صاحب ، بھائی قمرالزمان صاحب (بنگلہ دیشی)، قاری احمد میاں تھانوی صاحب، خالد بھائی (نواسہ حضرت والا)، شعیب بھائی (نواسہ حضرت والا)، بھائی بلال صاحب، نورالزمان صاحب (بنگلہ دیشی)، بھائی عمران صاحب

بندہ عرض کرتا ہے کہ جمعہ کے دن کی موت خائفین کے لیے ہے اور پیر کے دن کی موت عاشقین کے لیے ہے۔

حضرت شیخ کو غسل دینے کی تیاری شروع ہوگئی اور اس بات کا اہتمام کیا گیا کہ ہر چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی سنت کے مطابق ہو چنانچہ غسل کی ذمہ داری حضرت کے پوتے مولانا اسحاق صاحب اور حضرت کے خدام حافظ ضیاء الرحمٰن صاحب، مولوی برکت اللہ صاحب، بھائی مطاہر محمود صاحب پر عائد کی گئی اور ان کے تعاون کے لیے اور شرعی ہدایات کے لیے مفتی ارشاد احمد صاحب، مفتی غلام محمد صاحب اور بندہ کو مقرر کیا گیا تقریباً ساڑے دس بجے حضرت کو غسل اور کفن دے کر خانقاہ میں زیارت کے لیے پہنچا دیا گیا بندہ ان خدمات ولمحات کو اپنے لیے نجات کا ذریعہ سمجھتا ہے۔

۸ بجے صبح حضرت شیخ کا جنازہ جامعہ اشرف المدارس سندھ بلوچ سوسائٹی میں پہنچ گیا کچھ دیر کے لیے جنازہ بڑی خانقاہ میں رکھا گیا جہاں آپ کی چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھے گئے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ کندھا دینے کی سعادت حاصل کرسکیں ساڑھے آٹھ بجے جنازہ جنازگاہ میں لایا گیا الحمدللہ جنازہ کو کندھا دینے

کی سعادت بندہ نے بھی حاصل کی۔

۹ بجے نماز جنازہ ادا کی گئی ڈیڑھ لاکھ سے زائد افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور ہزاروں افراد ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے نہ پہنچ سکے یہ وہ جنازہ تھا جس میں پڑھنے والوں کی بخشش ہوجاتی ہے جنازے میں آنے والے جہاں جنازے کا اجر لینے کے متمنی تھے وہاں اپنی بخشش کے بھی امیدوار تھے۔

وصیت کے مطابق حضرت کے صاحبزادے حضرت مولانا مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم نے نماز جنازہ پڑھائی اور سندھ بلوچ سوسائٹی میں حضرت کے وقف کردہ قطعہ زمین برائے قبرستان میں آپ کی تدفین کی گئی اور آپ کی تدفین کا عمل آپ کے پوتے حضرت مولانا محمد ابراہیم میاں صاحب اور مولانا اسماعیل صاحب اور مولانا اسحاق صاحب اور دیگر اعزاء اور خدام کے ذریعے انجام پایا اور حضرت شیخ کی وصیت کے مطابق آپ کے پورے جسم کا رخ قبر کے شرقی دیوار کے سہارے قبلہ رو کردیا گیا اور یہی شرعی حکم اور سنت ہے صرف چہرے کا قبلہ رخ کرنا کافی نہیں سب سے پہلے تین لپ مٹی حضرت کے صاحبزادے نے ڈالی پھر بندہ نے یہ سعادت حاصل کی اور پھر دیگر حضرات نے۔

سورۃ بقرۃ کے اول اور آخری رکوع حضرت کے پوتے حضرت مولانا محمد ابراہیم میاں اور مولانا اسماعیل صاحب نے تلاوت کیے اور آخری دعا کروانے کا حکم بندہ کو ہوا سب نے قبلہ رو ہوکر دعا کی تقریباً ساڑھے دس بجے تدفین مکمل ہوئی اور قبرستان کو قبر کی زیارت کے لیے عام وخاص کے لیے کھول دیا گیا۔

رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃً (آمین)

بہت روئیں گے کر کے یاد اہل میکدہ مجھ کو
شراب درد دل پی کر ہمارے جام ومینا سے

(حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

وفات کے بعد مبشرات منامیہ

حضرت پیر کو حضرت والاؒ کی تدفین کے بعد احقر نے خواب دیکھا جس میں ایک آواز آئی لیکن بولنے والا نظر نہیں آیا الفاظ یہ تھے

''میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ کا ہاتھ پکڑ کر قبر سے جنت البقیع لے گئے اور فرمایا کہ تم میرے ہمسائے میں رہو'' اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ (فضل ربانی)

جس رات حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اس کی دوسری رات جب میں خانقاہ میں موجود تھا خواب دیکھا کہ خانقاہ میں سب احباب رو رہے ہوتے ہیں حضرت مولانا مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم سب کی طرف دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں اور حضرت والاؒ کے ہاتھ کو پکڑ کر نبض دیکھتے ہیں اور پھر سینے پر سر رکھتے ہیں اور رو پڑتے ہیں حضرت مولانا مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم کو روتا دیکھ کر سب مزید رونا شروع ہو جاتے ہیں اتنے میں دیکھتا ہوں کہ حضرت والاؒ کو کہ کرسی پر تشریف رکھتے ہیں حضرت والاؒ کا چہرہ بہت روشن ہوتا ہے اور سفید کرتا جو بہت چمک رہا ہوتا ہے زیب تن فرمایا ہوا ہوتا ہے نیلے رنگ کی تہبند پہنی ہوتی ہے مسکراتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بہت شان سے اور اطمینان سے چلتے ہوئےحضرت مولانا مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم جن کی پشت حضرت والاؒ کی طرف ہوتی ہے حضرت والا اپنا سیدھا ہاتھ حضرت مولانا مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم کی کمر پر رکھتے ہوئے اور اس پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے فرماتے ہیں ''ارے روتے کیوں ہو میں تمہارے پاس ہی تو ہوں مت رو بس صبر کرو میرے بیٹے صبر کرو'' اور حضرت والاؒ اسی طرح کھڑے ہوئے سب کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہیں اور حضرت مولانا مظہر میاں صاحب دامت برکاتہم کی کمر پر ہاتھ پھیرتے رہتے ہیں اور مسکراتے رہتے ہیں۔ (فواد عالم)

سندالشیخؒ للجامع الصحیح للبخاریؒ

﴿بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾

﴿اللّٰهم صلّ علی محمدنِ النبیّ الامّیّ وعلی آله وسلّم تسلیماً﴾ یقول العبد الفقیر جلیل احمد بن نیاز محمد ختنی ترکستانیؒ قال الشیخ الکبیر المصلح العظیم عارف باللہ الشاہ مولانا حکیم محمداخترؒ قال حدثنا الشیخ مولانا عبدالغنی بهولبوری قال حدثناالشیخ مولانا عبدالماجد جونبوریؒ قالا حدثنا الشیخ شَیۡخُ الۡاِسۡلَام رَشِیۡد اَحۡمَد اَلۡجَنۡجُوۡهَیُؒ قال حدثنا الشیخ الشاہ عبدالغنیؒ المجددیُ قال حدثنا الشیخ الشاہ محمد اسحاقؒ الدهلویُ قال حدثنا الشیخ عبدالعزیزِ المحدثُ الدهلویُؒ قال حدثنا امام التفسیر والحدیث الشاہ ولی اللّٰہ المحدثُ الدهلویُؒ قال اخبرنا الشیخ محمدُ بن ابراهیمَ الکردیُؒ المدنیُ قال اخبرنا والدی الشیخُ ابراهیمُ الکردیُ قال قراء ت علی

الشیخ احمدَ القشاشیؒ قال اخبرنا احمدُ بن عبدِالقدوس الشناویؒ قال اخبرناالشیخ محمدُ ابن احمدَبن محمدِ الرملیؒ عن الشیخ الزکریاَ بن محمدِ الانصاریؒ قال قراء ت علی الشیخ الحافظ احمدَ العسقلانیؒ عن الشیخ ابراهیمَ بن احمدَ التنوخیؒ عن الشیخ احمدَ بن ابی طالبِ الحجارؒ عن الشیخ الحسین بن المبارَکِ الزبیدیِ عن الشیخ ابی الوقتِ عبدالاول بن عیسیٰ السجزیِ الهرویؒ عن الشیخ عبدِالرحمٰن الداؤدیؒ عن الشیخ محمدٍ عبداللّٰه بن احمدَ السرخسیؒ عن الشیخ محمدِ ابن یوسفَ الفربَریؒ عن امیر المؤمنین فی الحدیث ابی عبداللّٰه محمدِ بن اسماعیل بن ابراهیمَ البخاری ؒرضی اللّٰہعنه وعنهم اجمعین.

شجرہ سلسلہ چشتیہ

1۔﴿حبیب خدا سید الانبیاء راس الاتقیاء امام الاولیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ﴾
2۔﴿شیر خدا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکرم اللہ وجہہ﴾
3۔﴿شاہ حسن بصریؒ﴾4۔﴿شاہ عبدالواحد بن زیدؒ﴾5۔﴿شاہ فضیل بن عیاضؒ﴾
6۔﴿شاہ سلطان ابراہیم بن ادہمؒ﴾7۔﴿شاہ حذیفہؒ﴾8۔﴿شاہ ہبیرہ بصریؒ﴾
9۔﴿شاہ حاجی ممشادعلو دینوریؒ﴾10۔﴿شاہ ابواسحاق شامیؒ﴾
11۔﴿شاہ ابوابدالؒ﴾12۔﴿شاہ ابومحمد چشتیؒ﴾13۔﴿شاہ ابویوسف ناصرالدینؒ﴾
14۔﴿شاہ قطب الدین مودودؒ﴾15۔﴿شاہ حاجی شریف زندنیؒ﴾
16۔﴿شاہ عثمان ھرونیؒ﴾17۔﴿شاہ معین الدین سجریؒ﴾18
۔﴿شاہ قطب الدین بختیار کاکیؒ﴾19۔﴿شاہ فریدالدین گنج شکرؒ﴾
20۔﴿شاہ علی احمد صابر کلیریؒ﴾21۔﴿شاہ شمس الدین ترکؒ﴾
22۔﴿شاہ جلال الدین کبیر الاولیاؒ﴾23۔﴿شاہ عبدالحق ردولویؒ﴾24
۔﴿شاہ عارفؒ﴾25۔﴿شاہ محمدؒ﴾26۔﴿شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ﴾
27۔﴿شاہ جلال الدین تھانیسریؒ﴾28۔﴿شاہ نظام الدین بلخیؒ﴾29
۔﴿شاہ ابوسعیدؒ﴾30۔﴿شاہ محب اللہؒ الہ آبادی﴾
31۔﴿شاہ محمدیؒ﴾32۔﴿شاہ عضدالدینؒ﴾33۔﴿شاہ عبدالہادیؒ﴾
34۔﴿شاہ عبدالباریؒ﴾35۔﴿شاہ حاجی عبدالرحیمؒ ولایتی﴾
36۔﴿شاہ میاں جی نور محمدؒ﴾37۔﴿سید الطائفہ حضرت مولانا شاہ امداداللہ مہاجر مکیؒ﴾
38۔﴿حکیم الامت مجدد ملت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ﴾
39۔﴿حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ﴾ 40۔﴿حضرت مولانا شاہ ابرارالحقؒ﴾
41۔﴿عارف باللہ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ﴾
42۔﴿احقر جلیل احمد اخون عفی عنہ﴾

شجرہ سلسلہ نقشبندیہ

1۔﴿حبیب خدا سید الانبیاء راس الاتقیاء امام الاولیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ﴾
2۔﴿حضرت ابوبکر صدیقؓ﴾ 3۔﴿حضرت سلمان فارسیؓ﴾
4۔﴿حضرت امام قاسمؒ﴾ 5۔﴿حضرت امام جعفر صادقؒ﴾
6۔﴿حضرت بایزید بسطامیؒ﴾ 7۔﴿حضرت ابوالحسن خرقانیؒ﴾
8۔﴿حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانیؒ﴾ 9۔﴿حضرت ابوعلی فارمدیؒ﴾
10۔﴿حضرت یوسف الھمدانیؒ﴾ 11۔﴿حضرت ابوالخالق غجدوانیؒ﴾
12۔﴿حضرت محمد عارف ریوگریؒ﴾ 13۔﴿حضرت محمد انجر فغنویؒ﴾
14۔﴿حضرت عزیزانِ علی رامیتنیؒ﴾ 15۔﴿حضرت محمد بابا سماسیؒ﴾
16۔﴿حضرت سید عامر کلالؒ﴾ 17۔﴿حضرت خواجہ بہاوالدین نقشبندیؒ﴾
18۔﴿حضرت علاؤالدین عطارؒ﴾ 19۔﴿حضرت یعقوب چرخیؒ﴾
20۔﴿حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ﴾ 21۔﴿حضرت محمد زاہدؒ﴾
22۔﴿حضرت خواجہ درویش محمدؒ﴾ 23۔﴿حضرت محمد واقف امکنگیؒ﴾
24۔﴿حضرت خواجہ باقی باللہؒ﴾ 25۔﴿حضرت مجدد الف ثانیؒ﴾
26۔﴿حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ﴾ 27۔﴿حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ﴾
28۔﴿حضرت خواجہ محمد زبیرؒ﴾ 29۔﴿حضرت خواجہ ضیاء اللہ کشمیریؒ﴾
30۔﴿حضرت خواجہ شاہ محمد آفاق دہلویؒ﴾
31۔﴿مجدد وقت حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ﴾
32۔﴿مولانا سید بدر علی شاہؒ﴾ 33۔﴿مولانا شاہ محمد احمد پرتاپگڑھیؒ﴾
34۔﴿عارف باللہ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ﴾
35۔﴿احقر جلیل احمد اخون عفی عنہ﴾

اوراد و معمولات

ا۔ترجمہ حدیث: ﴿حضرت عبداللہ ابن خبیبؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک رات جب بارش ہو رہی تھی اور سخت اندھیرا تھا ہم رسول اکرم ﷺ کو تلاش کرتے ہوئے نکلے پس ہم نے آپ ﷺ کو پالیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ کہو میں نے عرض کیا کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ **قل ھو اللہ احد،قل اعو ذبرب الفلق اور قل اعو ذ بر ب الناس** صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھ لیا کر یہ تجھے ہر چیز کے لیے کافی ہو جائے گی﴾۔(مشکوٰۃ شریف)

سورۃ اخلاص تین مرتبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ☆اَللّٰهُ الصَّمَدُ☆لَمْ يَلِدْ
وَلَمْ يُوْلَدْ☆وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ☆

سورۃ فلق تین مرتبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ☆مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ☆
وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ☆وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ
فِي الْعُقَدِ☆وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ☆

سورۃ الناس تین مرتبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ☆مَلِكِ النَّاسِ ☆اِلٰهِ

النَّاسِ☆مِنْ شَرِّالْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ☆الَّذِیْ
یُوَسْوِسُ فِی صُدُوْرِالنَّاسِ ☆مِنَ الجِنَّةِ
وَالنَّاسِ☆

۲۔ترجمہ حدیث۔حضرت ابودرداؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اکرم ﷺ نے کہ جو شخص صبح شام سات مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے ہر غم کے لیے کافی ہوجائیں گے۔(روح المعانی)

﴿حَسْبِیَ اللہُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّاهُوَ ط عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْم﴾(سات مرتبہ)

(ترجمہ) میرے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے جس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اس پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

۳۔ترجمہ حدیث۔حضرت معقل ابن یسارؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کو تین مرتبہ﴿ اَعُوْذُ بِاللہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم﴾ پھر سورۃ حشر کی آخری تین آیات ایک بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیتے ہیں جو شام تک اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر اس دن اسے موت آ گئی تو وہ شہید مرے گا اور شام کو پڑھے تو اس کو بھی یہی درجہ حاصل ہوگا یعنی ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے اور اس رات میں مر گیا تو شہید مرے گا(مشکوۃ شریف) پہلے

﴿اَعُوْذُ بِاللہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم﴾

تین مرتبہ پڑھے پھر سورۃ حشر کی آخری تین آیات ایک بار پڑھے۔

هُوَ اللہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّاهُوَ ج عٰلِمُ الْغَیْبِ
وَالشَّهَادَةِ ج هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ☆هُوَاللہُ

الَّذِیْ لَآاِلٰـہَ اِلَّاھُوَ ۚ اَلْـمَلِکُ الْقُدُّوْسُ
السَّلاَمُ الْـمُـوْمِـنُ الْـمُھَیْـمِنُ الْعَزِیْـزُ
الْـجَبَّـارُالْـمُتَـکَبِّـرُ ۚ سُبْـحٰـنَ
اللّٰہِ عَـمَّایُشْرِکُوْن☆ھُوَاللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ
الْمُصَوِّرُلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ یُسَبِّحُ لَہُ مَا
فِیْ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَھُوَ الْعَزِیْـزُ
الْحَکِیْم☆

صلوۃً تنجینا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَاوَ مَوْلٰنَامُحَمَّدٍوَّ
عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَامُحَمَّدٍ صَلٰوۃً
تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ
وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَ
تُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئٰاتِ وَتَرْفَعُنَا
بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَ تُبَلِّغُنَا بِھَا
اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی
الْحَیَاتِ وَ بَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ .

اس درود شریف کی برکات بے شمار ہیں اور ہر طرح کی وباؤں اور بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے اور قلب کو عجیب و غریب اطمینان حاصل ہوتا ہے بزرگوں کے مجربات میں سے ہے۔

سحر سے حفاظت

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ ط اِنَّ
اللّٰہَ سَیُبْطِلُهٗ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ
الْمُفْسِدِیْنَ☆ وَیُحِقُّ اللّٰہُ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِهٖ وَلَوْ
کَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ (سورۃ یونس آیت ۸۱-۸۲)

سوءِ قضاء اور جہد البلاء سے حفاظت کی دعا

ترجمہ حدیث: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! پناہ مانگو سخت ابتلاء سے اور بدبختی کے پکڑ لینے سے اور ہر اس قضاء سے جو تمہارے لیے مضر ہو اور دشمنوں کے طعن و تشنیع سے (مرقات جلد۵ صفحہ۲۲۲)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْکِ
الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ

(دعا سات بار پڑھے)

سید الاستغفار

حضرت شداد بن اوسؓ نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سید الاستغفار یعنی سب سے اعلیٰ استغفار یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرے

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ،خَلَقْتَنِیْ وَأَنَا
عَبْدُکَ،وَأَنَا عَلٰی عَهْدِکَ وَوَعْدِکَ
مَا اسْتَطَعْتُ، وَأَعُوذُبِکَ مِنْ شَرِّ
مَا صَنَعْتُ،أَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ،وَأَبُوْءُ
بِذَنْبِیْ،فَاغْفِرْلِی،فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا أَنْتَ.

ایک جامع دعا

ایسی جامع دعا جس میں ۲۳ سالہ ادعیہ رسول اللہ ﷺ موجود ہیں

اللّٰھُمَّ أَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَاسَأَلَکَ مِنْہُ
نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ ﷺ،وَنَعُوذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا
اسْتَعَاذَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَأَنْتَ
الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ

معمولات برائے سالکین

ا==== لَا اِلَہَ اِلَّااللّٰہ ایک سوبار---یا-- تین سوبار---یا-- پانچ سوبار

طریقہ ذکر۔ لَا اِلَـہَ پر ہلکا دھیان کریں کہ میری لَا اِلَـہَ عرش اعظم تک پہنچ گئی ہے اور اِلَّا اللّٰہ پر سوچیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور میرے دل میں داخل ہو رہا ہے نور کا ایک ستون عرش سے میرے دل تک لگا ہوا ہے جس سے نور آ رہا ہے (ہلکا سا دھیان کافی ہے) مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے کہ ﴿ لا الـہ الا اللّٰہ لیـس لھا حجـاب دون اللّٰہ ﴾ ترجمہ: لا الہ الا اللّٰہ اور اللہ تعالیٰ میں کوئی حجاب اور پردہ نہیں ہے۔

2==== اللّٰہ اللّٰہ ۔ ایک سوبار---یا-- تین سوبار---یا-- پانچ سوبار

پہلے اللہ پر جَلَّ جَلَالُہ کہنا واجب ہے۔

طریقہ ذکر۔ یہ سوچیں کہ ایک زبان منہ میں ہے اور ایک زبان دل میں ہے زبان اور دل دونوں سے بیک وقت اللہ نکل رہا ہے (ہلکا سا دھیان کافی ہے) دماغ پر زور نہ ڈالیں۔

3====استغفار۔ ایک سوبار---یا-- تین سوبار---یا-- پانچ سوبار

4====درودشریف۔ ایک سوبار---یا-- تین سوبار---یا-- پانچ سوبار

طریقہ درودشریف ۔درودشریف پڑھتے ہوئے یہ سوچیں کہ میں روضہءمبارکﷺ کے سامنے ہوں اور روضہ مبارکﷺ پر رحمت کی بارش ہورہی ہے جس کے چھینٹے مجھ پر بھی پڑرہے ہیں۔

یہ مختصر درودشریف بھی پڑھ سکتے ہیں۔﴿ صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الاُمِّی ﴾

5====﴿تلاوت قرآن مجید﴾

6====﴿مناجات مقبول ایک منزل روزانہ﴾

7====﴿بہشتی زیور کا ساتواں حصہ یا حضرت حکیم محمد اختر دامت برکاتہم کی تصنیف ☆روح کی بیماریاں اوران کا علاج☆ کا مطالعہ کریں﴾۔

معمولات برائے خواتین

ا۔''سبحان اللہ'' تین سوبار۲۔''لا الہ الا اللہ'' ایک سوبار۳۔''استغفار'' ایک سوبار۴۔''درودشریف'' ایک سوبار ۵۔تلاوت قرآن شریف۶۔''مناجات مقبول'' ایک منزل روزانہ۷۔بہشتی زیور کا ساتواں حصہ یا حضرت حکیم محمد اختر دامت برکاتہم کی تصنیف ☆روح کی بیماریاں اوران کا علاج☆ کا مطالعہ کریں۔

نوٹ: تحمل سے زیادہ وظائف پڑھنا سخت مضر ہے لہذا جب تھکاوٹ محسوس ہو فوراًوظیفہ بند کردیں اور جس قدر آسانی سے وظیفہ پڑھ سکیں اتنا ہی کافی ہے اور چھ گھنٹے سونا(دن،رات میں ملاکر)ضروری ہے نیند کم آئے تو فوراًطبیب سے رجوع کریں اور وظیفہ ملتوی کریں ورنہ خشکی بڑھ جائے گی۔

ملفوظات

طبیعت کا بندہ اور اللہ تعالیٰ کا بندہ

ارشاد فرمایا کہ جب حسینوں کی شکل بگڑ جاتی ہے تو پھر کیوں جاں نثاری اور وفاداری نہیں کرتے، پھر کیوں بھاگتے ہو جب چمک دمک تھی تو دیکھ رہا تھا اور جب چمک دمک ختم ہوگئی تو اب بغلیں جھانک رہا ہے معلوم ہوا کہ یہ طبیعت کا بندہ ہے اللہ تعالیٰ کا بندہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا سچا بندہ وہ ہے کہ طبیعت لاکھ چاہے کہ اس کو دیکھ لو اور وہ پھر یہی کہے کہ ؎

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے انہیں ہرگز نہ دیکھیں گے
کہ جن کو دیکھنے سے رب میرا ناراض ہوتا ہے

نظر کی حفاظت

ارشاد فرمایا کہ نظر کی حفاظت کرو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ (سورۃ نور آیت ۳۰ پ ۱۸) اے نبی ﷺ کہہ دیجئے ایمان والوں سے کہ اپنی نظروں کو نیچا رکھیں لہٰذا گناہ سے بچنے میں پوری ہمت سے کام لو۔ گناہ سے بچنے کی طاقت اور ہمت اگر خدا نہ دیتا تو واللہ مسجد میں قسم کھا کر کہہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ فرض ہی نہ کرتا اگر انسان اپنی نظر کی حفاظت پر قادر نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی نظر بچانے کا حکم نہ فرماتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہیں آنکھوں پر یہ پلکوں کا پردہ اسی لئے دیا ہے کہ جہاں کہیں ایسی شکل آئے فوراً یہ پردہ پلکوں کا آنکھوں پر ڈال لو

نفس کا ایک کید

ارشاد فرمایا کہ یہ عنوان نفس وشیطان کا ایک کید ہے کہ آدمی یوں کہتا ہے کہ اے

اللہ تعالیٰ آج مجھ سے بڑی نالائقیاں ہوگئیں بڑی خطائیں ہوگئیں حالانکہ خطا ہوئی نہیں ہے تم نے کی ہے اس عنوان میں چالاکی ہے کہ اللہ میاں ہم نے خطا کی نہیں ہم سے خطا ہوگئی لہٰذا یوں کہنا چاہئے کہ اے اللہ تعالیٰ نالائقی ہوئی نہیں ہم نے نالائقی کی ہے نالائقی ہوتی نہیں ہے کی جاتی ہے اس لئے میری خود کردہ نالائقیوں کو، خطاؤں کو، گناہوں کو آپ معاف فرما دیجئے۔

مدت صحبت با شیخ

حضرت شیخ نے صحبت کے بارے میں حضرت شاہ اشرف علی تھانویؒ کا ملفوظ بیان فرمایا کہ صحبت اس وقت مفید ہوتی ہے جب ایک خاص مدت تک ہو اور مسلسل ہو اور وہ چالیس دن ہے جس طرح مرغی اکیس دن تک مسلسل اپنے انڈوں کو سیتی ہے تب جا کر انڈوں میں حیات پیدا ہوتی ہے پھر مرغی کو انڈے توڑنے نہیں پڑتے بچے خود توڑ کر باہر آجاتے ہیں اسی طرح انسان جب چالیس دن تک مسلسل کسی اللہ والے کے پاس رہے تو حیات ایمانی پیدا ہوگی اور وہ انسان نفس کے خول سے خود باہر آجاتا ہے اور گناہوں کی زنجیروں کو خود توڑ دیتا ہے

تقویٰ کے معنیٰ

ارشاد فرمایا کہ تقویٰ کس چیز کا نام ہے؟ گناہ کا تقاضا ہو جی چاہے کہ حسینوں کو خوب دیکھ لوں اور ان سے خوب باتیں کروں لیکن دل کے چاہنے پر عمل نہ کر کے غم اٹھا لے، زخمِ حسرت کھالے، خونِ تمنا کرلے، اس کا نام تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے معنیٰ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دل میں گناہ کا خیال بھی نہ آئے۔ تقویٰ کہا جاتا ہے کف النفس عن الھواء یعنی نفس کو خواہشات نفسانی سے روکنا۔ اگر دل میں خواہشات ہی پیدا نہیں ہوں گی تو کس چیز کو روکو گے۔ جب دل ہی نہ چاہے گا تو کیا خاک تقویٰ ہوگا اور پھر مجاہدہ ہی کہاں رہا تقویٰ اس کا نام ہے جس پر ابھی ابھی یہ شعر ہوا ہے کہ ؎

دل چاہتا ہے حسن کو میں جھوم کے چوموں
پر خوف خدا سے نہیں چوموں گا میں ہرگز

احساس ندامت

ارشاد فرمایا کہ نجات کا کوئی راستہ نہیں سوائے اس کے کہ اپنی زندگی کی ہر سانس کو مجرمانہ سمجھتے ہوئے دربارِ الٰہی میں معترفانہ، مستغفرانہ، نادمانہ تائبانہ آؤ اور ناجیانہ اور فائزانہ جاؤ۔

عاشق مولیٰ اور عاشق لیلیٰ میں فرق

فرمایا کہ عاشق لیلیٰ کے جوتے پڑتے ہیں اور عاشق مولیٰ کے جوتے اٹھائے جاتے ہیں۔کتنا بڑا فرق ہے۔

غیر اللہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نہیں مل سکتا

ارشاد فرمایا کہ جس کے دل میں مرنے والوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں، یعنی مرنے والوں کا عشق اور مرنے والوں کی محبت کی گندگی ہے اس دل میں اللہ تعالیٰ کیسے آئیں گے۔اگر کسی کمرہ میں مردہ لاشیں پڑی ہوئی ہوں آپ اس کمرہ میں مہمان ہونا پسند کریں گے؟ تم تو معمولی لطافت رکھتے ہو عبداللطیف ہو کر اس کمرہ میں نہیں رہ سکتے جہاں کوئی مردہ لیٹا ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات تو حقیقی لطیف ہے وہ کسی ایسے دل کو کیسے اپنا گھر بنا سکتے ہیں جو مُردوں کا گھر ہے، مردوں کی محبت جس میں گھسی ہوئی ہے۔

قرب حق کی لذت غیر محدود

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی غیر محدود عظمتوں کو اور غیر محدود لذتوں کو ہماری محدود لغت کیسے بیان کر سکتی ہے۔لغت کچھ دیر تو ساتھ دیتی ہے اس کے بعد الفاظ ہاتھ جوڑ لیتے ہیں کہ اس کے آگے بیان سے ہم قاصر ہیں جس طرح سدرۃ المنتہیٰ پر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا تھا کہ اس کے بعد اگر ایک بال برابر بھی آگے جاؤں

گا تو جل جاؤں گا۔ جب یہ مقام آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت کو الفاظ ولغت بیان کرنے سے قاصر اور مجبور ہو جاتے ہیں اس وقت اختر آہ وزاری اشکباری اور گریہ زاری کرنے لگتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ الفاظ تو قاصر ہو گئے آپ اپنے نام کی لذت وحلاوت ہمارے دلوں میں ڈال دیجئے پھر کسی الفاظ ولغت کی ضرورت نہ ہوگی۔

سایہ مرشد نعمت عظمیٰ ہے

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحقؒ جب کراچی سے ہردوئی تشریف لے جانے لگے اس وقت میں نے حضرت والا کو یہ شعر سنایا ؎

شیخ رخصت ہوا گلے مل کے
شامیانے اجڑ گئے دل کے

حضرت والا خوش ہو گئے اور احقر کو تنہائی میں بلا کر ایک نعمت دے کر چلے گئے جو میں نہیں بتاؤں گا۔ حضرت میر صاحب نے عرض کیا کہ اگر حضرت والا بتا دیں تو ہم لوگوں کو فائدہ پہنچ جائے گا تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت والا نے میرے اسفار پر پابندی لگا دی تھی وہ بحال فرما دی اور پابندی لگانا بھی شیخ کی شفقت ہے۔ حضرت والا نے دیکھا کہ میرے خلیفہ کو ساری دنیا میں بلایا جا رہا ہے ایسا نہ ہو کہ اس کے دل میں عجب پیدا ہو جائے۔ شیخ کی شفقت کبھی گوارا نہیں کرتی کہ میرا مرید ہلاک ہو جائے اسی لیے کبھی ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے اور کبھی تحریر وتقریر پر پابندی لگا دیتا ہے۔ لیکن یہ شعر سن کر حضرت والا کو یقین ہو گیا کہ جو شیخ کا عاشق ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ ضائع وہی لوگ ہوئے جن کے سر پر کوئی بڑا نہیں تھا۔ جس کار پر کسی کا پاؤں نہ ہو یعنی کار کا کوئی ڈرائیور نہ ہو وہ جہاں تک سیدھا راستہ ہوگا جائے گی۔ لیکن جہاں موڑ آئے گا وہیں ٹکرا جائے گی۔ جن کی گردن پر کسی شیخ کا پاؤں نہیں تھا وہ کچھ

دور تک تو صحیح چلے لیکن کہیں جاہ کے کہیں باہ کے موڑ پر تصادم کر بیٹھے اور پاش پاش ہوگئے۔خود بھی تباہ ہوئے اور جواُن کے ساتھ تھے وہ بھی تباہ ہوئے۔ جاہ اور باہ کے موڑوں پر شیخ ہی مرید کو سنبھالتا ہے۔(ماخوذ از انعامات ربانی)

تقویٰ کے دو فائدے

ارشاد فرمایا کہ تقویٰ کے دو فائدے ہیں۔

ا۔تقویٰ ہی سے ولایت ملتی ہے جس کا طریقہ **وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** (سورۃ توبہ آیت ۱۱۹) یعنی اہل تقویٰ کی صحبت ہے۔

۲۔تقویٰ کی برکت سے پورے عالم میں چین سے رہے گا۔

ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے

حضرت شیخ نے علماء کو خطاب کرتے ہوئے آخر میں فرمایا کہ میری پوری زندگی کا نچوڑ ہے کہ پانچ کام کرلو ولی اللہ بن جاؤ گے اور فرمایا کہ میں نے علماء کیلئے ان پانچ کاموں کا وزن بھی باب مفاعلہ پر رکھا ہے۔

ا۔اہل اللہ کی مصاحبت ۲۔ذکر اللہ پر مداومت ۳۔گناہوں سے محافظت

۴۔اسباب گناہ سے مباعدت ۵۔سنتوں پر مواظبت

نفس کا تیل

ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک شخص سے پوچھا کیا کام کرتے ہو؟ اس نے کہا میں تیل نکالتا ہوں سرسوں کا تیل، بادام کا تیل، تلی کا تیل، چنبیلی کا تیل وغیرہ نکالتا ہوں۔ میں نے کہا کبھی نفس کا تیل بھی نکالا ہے؟ کہنے لگے یہ تیل کیسے نکلے گا؟ میں نے کہا کہ یہ پیر و مرشد نکالے گا اور جب نفس کا تیل کوئی نکال دیتا ہے اور نفس مٹ جاتا ہے اور گناہوں کی عادت سے توبہ کر لیتا ہے تو اس روغن سے اولیاء اللہ پیدا ہوتے ہیں مگر یہ تیل نکالنے کیلئے اولیاء اللہ کی صحبت کی ضرورت ہوتی ہے یہ کولہو میں نہیں نکلتا۔

بدنظری کی سزا

ارشاد فرمایا کہ ہر گناہ سے دل اللہ تعالیٰ سے تھوڑا سا ہٹتا ہے مثلاً 45 ڈگری ہٹ گیا اور پھر توبہ کر کے رخ اللہ تعالیٰ کی طرف درست کرلیا لیکن بدنظری کرنے سے دل کا پورا قبلہ بدل جاتا ہے، 180 ڈگری کا انحراف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف پشت اور قلب کا رخ مکمل اس حسین کی طرف ہوجاتا ہے اگر نماز میں ہاتھ باندھے کھڑا ہے اس وقت بھی دل کے سامنے وہ حسین شکل ہی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ سے اتنی دوری کسی گناہ سے نہیں ہوتی جتنی بدنظری سے ہوتی ہے۔

اللہ والوں کی صحبت کا اثر

ارشاد فرمایا کہ ہر زمانے میں شمس تبریز اور رومی ہوتے ہیں اور ہر زمانے کا شمس تبریز الگ ہوتا ہے اگر مجنوں کو اس زمانے کا کوئی کامل مل جاتا تو اس کے عشق لیلیٰ کو عشق مولیٰ سے تبدیل کردیتا۔

میراث میں لڑکے کے ڈبل حصہ کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میراث میں لڑکے کا حصہ لڑکی کی نسبت ڈبل رکھا اور وہ اس لئے کہ لڑکے پر ڈبل ذمہ داری ہوتی ہے ایک اپنی ذات کی اور دوسرے اپنی بیوی بچوں کی ذمہ داری۔ جبکہ لڑکی پر اپنی ذات کی ایک ذمہ داری ہوتی ہے اس کے روٹی کپڑے اور مکان کی ذمہ داری بذمہ شوہر ہے اس لیے اس کا حصہ ایک رکھا گیا۔ بعض علماء نے کہا کہ عمر بھر میراث پڑھائی لیکن یہ نکتہ آج سمجھ میں آیا۔

شیطان کا دھوکہ

ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کو یہ دھوکہ دیتا ہے کہ تمہارا ولی اللہ بننا مشکل ہے لہٰذا توبہ نہ کرو کیونکہ تمہاری توبہ پھر ٹوٹ جائے گی لہٰذا ایسی توبہ اور بیعت سے کیا فائدہ تو یاد رکھو کہ توبہ ٹوٹ جانے کے خوف سے توبہ نہ کرنا نادانی ہے کیونکہ اگر ایک لاکھ بار توبہ

ٹوٹ جائے تو ہم گناہ کرتے کرتے تھک سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ معاف کرتے کرتے نہیں تھک سکتا توبہ کہ قبولیت کیلئے اتنا کافی ہے کہ توبہ کرتے وقت توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو۔

نام لینے کے بہانے

ارشاد فرمایا کہ اسلام پورا محبت کے محور پر ہے دیکھئے کوئی نعمت مل گئی تو کہو الحمدللہ، کوئی اچھی چیز نظر آئی تو ماشاء اللہ، کوئی تعجب کی بات ہوئی تو سبحان اللہ، اوپر چڑھو تو کہو اللہ اکبر، نیچے اترو تو کہو سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر وقت اپنا نام لینے کے ہمیں بہانے عطا فرمائے ہیں یہی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے عاشقی چاہتے ہیں جیسے کوئی اپنے پیارے کو ہر وقت پاگلوں کی طرح یاد کرتا ہے تم لوگ بھی ہمیں ہر وقت یاد کرو

اہل اللہ کے ساتھ جڑنے کا نفع

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی صحبت سے اور ان سے جڑے رہنے سے اول تو بہت بڑے ولی اللہ ہو جاؤ گے لیکن اگر نفس کی نالائقی سے کسی سے گناہ نہیں چھوٹتے تو بھی اللہ والوں کو نہ چھوڑو ان کی صحبت میں پڑے رہو اس کا یہ انعام ملے گا کہ مرتے وقت اللہ تعالیٰ اپنی مدد بھیجیں گے اور اپنی محبت کو غالب کر کے نفس کو مغلوب کر کے توبہ کی توفیق دے کر ایمان کے ساتھ اٹھالیں گے اگر کاملین میں سے نہ ہوئے تو تائبین میں سے ضرور ہو جاؤ گے اور یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے اللہ والوں کی صحبت کا یہ ادنیٰ اثر ہے۔

اللہ والوں کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ پھولپوری فرماتے تھے کہ ولی اللہ کا جسم تو عام لوگوں کی طرح ہوتا ہے لیکن اس کے دل میں جو محبت الٰہی کا موتی ہوتا ہے اس کی وجہ سے اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے لکڑی کے ایک بکس میں دس بچوں

کے پیشاب پاخانے کے کپڑے رکھے ہیں اور لکڑی کے اسی جیسے بکس میں دس کروڑ کا موتی رکھا ہے تو کیا دونوں بکسوں کی قیمت ایک جیسی ہوگی۔ اہل اللہ کے جسم میں ایک دل ہے جس میں تعلق مع اللہ کا قیمتی موتی ہوتا ہے اس کی وجہ سے ان کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہوجاتے ہیں

کام نہ کرنے پر اجرت

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ پھولپوری فرماتے تھے کہ کوئی فیکٹری والا بغیر کام کے اجرت نہیں دیتا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کام نہ کرو اور ولی اللہ بن جاؤ یعنی ایسے کام نہ کرو جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہوں۔

غلط راستے سے معرفت الٰہی

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کو ایک شخص نے لکھا کہ میں صورتیں (غیر محرم عورتیں اور خوبصورت امرد) دیکھ کر معرفت حاصل کرتا ہوں تو حضرت نے فرمایا وہ معرفت مردود ہے جو نافرمانی کے راستے سے آئے پھر حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں ﴿لیعبدون﴾ کی تفسیر ﴿لیعرفون﴾ فرمائی یعنی عبادت کی تفسیر معرفت سے کی ہے لیکن معرفت کو اللہ تعالیٰ نے عبادت سے کیوں تعبیر کیا؟ اس لئے کہ وہ معرفت معتبر ہے جو عبادت کے ذریعہ سے آئے۔

مجلس میں بیٹھنے کے آداب

ارشاد فرمایا کہ مجلس میں جب جگہ ہو تو قریب بیٹھے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ نے فرمایا کہ آگ دور سے نظر آتی ہے لیکن گرمی اسے محسوس ہوگی جو قریب ہو جو قریب بیٹھے گا اس کو نفع زیادہ ہوگا بدون ضرورت دینی مجلس میں ٹیک لگا کر نہ بیٹھے البتہ جو بوڑھے کمزور ہیں وہ سہارا دیوار کا یا تکیہ کا لگا سکتے ہیں۔

حسن کا شکریہ

کسی نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ کل جمعہ میں مولانا جلیل احمد صاحب چودھویں کے چاند لگ رہے تھے تو اس پر حضرت نے فرمایا کہ حسن کا شکریہ یہ ہے کہ حسن کو معصیت میں استعمال نہ کرے حضرت نے محبت سے مولانا کو شاہ چاند میاں کا لقب بھی عطا فرمایا۔

سنت توجہ

ارشاد فرمایا میں نے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب سے توجہ کی درخواست کی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ دعا کرتا ہوں جو طریق سنت ہے اور اسی لئے معروف توجہ سے افضل ہے کیونکہ طریق نبوت ہے اور سنت ہے جو کہ راہ جنت ہے اس لئے دعا کرتا ہوں اس لئے کہ دعا ایک سانس میں مخلوق کو خالق سے ملا دیتی ہے اس میں توجہ بھی خود بخود ہو جاتی ہے پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ لوگ چاہ رہے ہیں ورنہ ہم اس کرم کے قابل نہیں بلکہ کرم بھی ان کے کرم کی وجہ سے ہے، شعر ؂

آپ چاہیں ہمیں یہ کرم آپ کا
ورنہ ہم چاہنے کے تو قابل نہیں

محبت شیخ

ارشاد فرمایا کہ حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور نے اپنے شیخ حضرت تھانویؒ سے عرض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ جنت میں جاؤ گے یا شیخ کی مجلس میں تو میں آپ کی مجلس کو ترجیح دوں گا تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ شیخ کے ساتھ ایسی ہی عقیدت ہونی چاہئے کہ ہمارے پیر کی مجلس جنت سے افضل ہے پھر اس کی شرح فرمائی کہ جنت کا تقابل اشرف علیؒ سے نہیں ہے بلکہ چونکہ شیخ کو اللہ تعالیٰ کے لئے اختیار کیا جاتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ اور جنت کا تقابل ہے

اگر اللہ تعالیٰ بلائے کہ ادھر آؤ اللہ تعالیٰ کا دیدار کرلو تو بتاؤ کوئی اس وقت جنت میں جائے گا یا اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑے گا یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑے گا

اہلِ محبت کی صحبت

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کا عاشق بننا چاہے وہ اہلِ محبت کے پاس زیادہ رہے پھر فرمایا کہ اللہ والوں کے پاس سونے والا بھی محروم نہیں ہوتا جس طرح رات کی رانی کے درخت کے پاس کوئی شخص سو جائے تو نیند میں بھی اس کا دماغ معطر ہو جاتا ہے حالانکہ وہ جاگا نہیں تھا تو پھر اللہ والوں کے پاس سونے والا کیسے محروم ہو سکتا ہے۔

دریائے قرب

ارشاد فرمایا کہ مومن کی روح مچھلی ہے اور قرب الٰہی کا دریا اس کا ٹھکانہ ہے مومن کی روح کو چین دریائے قرب ہی میں آ سکتا ہے اور دریائے قرب سے دور ہو کر مومن کی روح تڑپتی رہتی ہے میری زندگی کا پہلا شعر یہ ہے ؎

درد فرقت سے مرا دل اس قدر بے تاب ہے
جیسے تپتی ریت میں اک ماہی بے آب ہے

کام چور نوالہ حاضر

ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو کھاتے ہیں لیکن اس کی فرمانبرداری نہیں کرتے تو انکا نام ہے ''کام چور نوالہ حاضر''

دل تباہ اور درد دل

ارشاد فرمایا کہ دل کی حسرتوں اور آرزوؤں کا خون کرتے رہو تب درد دل پیدا ہوگا جب دل کی حرام خوشیوں کو برباد کرلو گے تو اللہ تعالیٰ ایسے دل کو آباد کرتا ہے جو دل کی ناجائز بات نہ مانے اور اللہ تعالیٰ کی بات مان لے خدا کے قانون کو نہ توڑے اپنا

دل توڑ لے تو ٹوٹے ہوئے دل کو اللہ تعالیٰ اپنا گھر بنا لیتے ہیں اور اس کے قلب میں قرب کی وہ تجلی عطا فرماتا ہے جو حاصل خانقاہ ہے ؎

میکدے میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلی دل تباہ میں ہے

کیونکہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ اپنی تجلیات خاصہ کے ساتھ متجلی ہوتا ہے اس لئے اس دل شکستہ میں ایسا نشہ ہوتا ہے جو سلاطین عالم نے خواب میں بھی نہیں دیکھا ؎

میر میرے دل شکستہ میں
جام و مینا کی ہے فراوانی
ہزار خون تمنا ہزارہا غم سے
دلِ تباہ میں فرماں روائے عالم ہے

یہ شعر بھی میرے ہیں پھر فرمایا کہ ؎

دوستو درد دل کی مسجد میں
درد دل کا امام ہوتا ہے

اللہ والوں کی محبت

ارشاد فرمایا کہ حضور ﷺ نے اپنی دعاؤں میں پہلے اللہ تعالیٰ کی محبت طلب کی پھر اللہ والوں کی محبت طلب کی اور پھر نیک اعمال کی محبت طلب کی حضرت سید سلمان ندویؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اللہ والوں کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور نیک اعمال کی محبت کے درمیان میں ذکر کیا ہے اس لئے کہ اللہ والوں کی محبت سے دونوں محبتیں ملتی ہیں۔

تمام عالم کے اولیاء اللہ کی دعائیں لینے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ کعبہ شریف اور مسجد نبوی اور سارے عالم میں اولیاء اللہ جو دعائیں

مانگ رہے ہیں وہ آپ کو یہاں وطن میں مل جائیں گی اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ ایک مٹھی داڑھی رکھ لیں اور پاجامہ لنگی ٹخنہ سے اوپر رکھیں اور سر پر انگریزی بال نہ رکھیں اور بڑی بڑی مونچھیں نہ رکھیں باریک کرالیں تو آپ کی وضع صالحین کی ہوگئی۔ اب سارے عالم کی دعائیں بلا درخواست آپ کو ملیں گی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ہر ولی اللہ نماز میں التحیات میں ﴿ السلام علینا و علی عباد اللّٰہ الصالحین ﴾ پڑھے گا جس کے معنیٰ ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ ہم کو سلامتی عطا فرما اور پورے عالم میں جتنے صالحین بندے ہیں ان کو بھی سلامتی عطا فرما

عشق مولیٰ کا پیٹرول

ارشاد فرمایا کہ انسان میں مادہ عشق بمنزل سنکھیا کے ہے اگر اس کو کچا استعمال کیا جائے تو ہلاکت کا سبب ہے اور اگر کشتہ کر کے کھایا جائے تو ذریعہ تندرستی و توانائی ہے اسی طرح اس مادہ عشق کو اگر لیلیٰ کے لئے استعمال کیا جائے تو سبب مصیبت اور بربادی ہے اور اگر عشق کو مولی کیلئے استعمال کیا جائے تو سبب قرب اور بلندی ہے مادہ عشق تو پڑول ہے اگر اس کو غلط استعمال کیا تو یہ بت خانہ لے جائے گا اور اگر صحیح استعمال کیا تو کعبہ شریف پہنچا دے گا اگر عشق کو غلط استعمال کیا تو لیلاؤں کی مردہ لاشوں پر فدا ہو جائے گا اور صحیح استعمال اللہ تعالیٰ تک پہنچائے گا اور یہ پٹرول خون آرزوئے حرام اور خون حسرت سے پیدا ہوتا ہے جب گناہ کا تقاضا ہو حسینوں کو دیکھنے کو دل چاہے تو دل کا خون کرلے تو ایک اسٹیم پیدا ہوگی جس سے بندہ اللہ تعالیٰ تک اڑ جاتا ہے۔

مرید ہونے کا مقصد

ارشاد فرمایا کہ مرید ہونیکا مقصد کیا ہے؟ اور پیر کی صحبت کیوں ضروری ہے؟ اس مقصد کو قرآن مجید نے بیان فرمایا ﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُو اتَّقُوْا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴾ (سورۃ توبہ آیت ۱۱۹) اے ایمان والو! تقوٰی اختیار کرو اور سچوں کے

ساتھ رہو اگر تقویٰ اختیار نہ کیا تو بندے تو رہو گے لیکن گندے رہو گے، لہٰذا ہر قسم کا گناہ چھوڑ دو، ولی اللہ بن جاؤ گے ورنہ دوستی کے قابل نہ رہو گے حرام خوشیاں حاصل کرنا گدھا پن ہے مالک کو ناخوش کرنا کمینہ پن ہے اگر گناہ نہیں چھوڑنا ہے تو اس کے رزق کو ہاتھ نہ لگاؤ ورنہ جس کا کھاؤ اس کا گاؤ

گناہ کے تقاضے

تقویٰ تو گناہ کے تقاضوں پر ملے گا کیونکہ تقویٰ نام ہے ﴿**کف النفس عن الهوی**﴾ کہ نفس کو روکنا حرام خواہشوں سے خواہشیں پیدا ہونگی تو روکی جائیں گی اگر کوئی شخص جنگل میں رہتا ہے اس میں ہوی ہی نہیں تو متقی کیسے بنے گا اسلئے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ﴿**لا رهبانیه فی الاسلام**﴾ کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے پھر فرمایا۔

نہیں ناخوش کریں گے رب کو تیرے کہنے سے اے دل
اگر یہ جان جاتی ہے تو خوشی سے جان دیدیں گے

شیخ سے استفادہ میں لاپرواہی

ارشاد فرمایا کہ جو بیٹا باپ کی زندگی میں نہیں کماتا بلکہ باپ کی کمائی پر تکیہ کرتا ہے تو اسے باپ کے مرنے کے بعد پچھتانا پڑتا ہے اسطرح جو مرید شیخ پر تکیہ کرتے رہتے ہیں جب شیخ فوت ہو جاتا ہے تو پھر انہیں ہوش آتا ہے لیکن پھر کچھ نہیں ہو سکتا۔

اڑ گئی چڑیا رہ گیا پر ہاتھ میں

اسلئے شیخ کی زندگی میں تزکیہ کروالو۔

اچانک نظر سے بھی احتیاط

اچانک نظر اور غیر شعوری نظر بازی سے بھی بچو یہ بھی نقصان دہ ہے جس طرح کوئی گلاب جامن میں جلاب گھوٹا ڈال دے تو گناہ تو نہ ہو گا لیکن ہگنا تو پڑے گا پھر

فرمایا کہ سفر میں ذکر میں مشغول رہو اور آنکھیں بند رکھو جس کو مولیٰ کا سہارا حاصل نہیں وہ لیلیٰ کا سہارا لیتا ہے۔

ندامت کے آنسو

ارشاد فرمایا کہ جب آندھی چل رہی ہو تو کچھ نہ کچھ کپڑا گندا ہو ہی جاتا ہے لہٰذا اسے جلد ہی دھونا چاہیے دھلا ہوا پہن لے اسطرح اپنی آبرو بچا سکتا ہے اسطرح اس زمانے میں بے پردگی بہت ہے تصاویر بہت زیادہ ہیں اونچے درجے کا ولی ہی اپنی آنکھیں بند کر کے رکھے گا۔

ایک مضمون سکھلاتا ہوں جس سے روح مجلی اور مصفی رہے گی کہ ندامت کے ساتھ استغفار کرتے رہو، اس سے معافی ہوتی رہے گی اور اس کی ضمانت یہ ہے کہ اگر معاف کرنا نہ ہوتا تو ﴿ **استغفروا** ﴾ کا حکم نہ دیتے اللہ تعالیٰ نے خود ہی سکھلا دیا کہ ربّا کہہ کر معافی مانگ لو اور ﴿ **انه كان غفارا** ﴾ کہہ کر دلیل بالائے دلیل دے دی یہ جملہ خبریہ فی معرض تعلیل ہے۔

مومن کی منحوس گھڑی

حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ مؤمن کی وہ گھڑی بڑی منحوس ہے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے۔

دل کا مزاج اور ہماری ذمہ داری

ارشاد فرمایا کہ دل کا مزاج لٹکنا ہے یہ کہیں نہ کہیں لٹکے گا اس کی دلیل بخاری شریف کی حدیث ﴿ **وقلبه معلق بالمساجد** ﴾ کہ وہ شخص عرش کے سائے تلے ہوگا جس کا دل مساجد سے لٹکا ہوا ہوگا جب گھر سے لٹکے گا تو گھر والے کے ساتھ کس قدر تعلق ہوگا لہٰذا اللہ والوں کے ساتھ جڑ جاؤ شیخ کی خدمت اللہ تعالیٰ کی خدمت ہے مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ شیخ کو دیکھنا گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ہے یہ باتیں

انھیں سمجھنا آسان ہے جو عشق مجازی کی چوٹ کھا چکے ہیں یا اس کا ذوق رکھتے ہوں پھران کا عشق، عشق الٰہی میں تبدیل ہوجاتا ہے۔

حضرت میر عشرت جمیل صاحب مدظلہ کا بندہ کے بارے میں حسن ظن

حضرت میر عشرت جمیل صاحب مدظلہ نے بندہ سے فرمایا کہ آپ کی مثال تو اس شعر کی ہے۔

لی حبیب انہ یشوی الحشا
لو یشاء یمشی علی عینی مشا

ترجمہ:۔میرا ایک دوست ہے جو میرے دل کو جلاتا ہے اگر وہ میری آنکھوں پر چلنا چاہے تو چل سکتا ہے۔

شیخ سے نفع کی شرط

ارشاد فرمایا! کہ شیخ سے نفع کیلئے جہاں شیخ سے عشق و محبت شرط ہے وہاں ایک شرط یہ بھی ہے کہ غیر شیخ کو مت چاہو اگر غیر شیخ عالم ہے یا مفتی ہے تو اس سے مسائل تو ضرور پوچھو لیکن اس کی مجلس میں مت جاؤ، یہ محبت اور غیرت کے خلاف ہے۔شیخ زندہ ہو تو دوسروں کے پاس مت بیٹھو ایک کٹاؤٹ ہونا چاہیئے تا کہ پاور ہاؤس سے پوری بجلی ملے دوسروں کے پاس جانے کو دل چاہنا شیخ سے محبت کی کمی کی علامت ہے۔

حضرت والاؒ کا اپنے شیخ سے تعلق

ارشاد فرمایا کہ پھولپور (الہ آباد) میں میری تعلیم کے زمانے میں بڑے بڑے جلسے ہوتے تھے لیکن میں کسی جلسے میں نہیں جاتا تھا بلکہ اپنے شیخ کے پاس رہتا تھا اور مجھے ایسے لگتا تھا جیسے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں مجھے یہ بات نہ تو کسی نے سمجھائی تھی اور نہ ہی شیخ نے بتلائی تھی لیکن ۔

محبت خود سکھا دیتی ہے آداب محبت

جب میں مڈل پڑھ رہا تھا تو گاؤں والے ایک شعر پڑھتے تھے ؎

اللہ اللہ کیا مزا مرشد کے مے خانے میں ہے

دونوں عالم کا مزا بس ایک پیانے میں ہے

شیخ سے تعلق میں نیت

ارشاد فرمایا کہ شیخ اور پیر و مرشد سے اللہ تعالیٰ کو حاصل کرنے کا ارادہ بھی کرو جیسا کہ قرآن مجید نے حضرات صحابہ کرامؓ کے بارے میں فرمایا ﴿یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ (سورۃ الانعام آیت ۵۲) وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو مراد بناتے ہیں اگر دل میں اللہ تعالیٰ کا ارادہ نہیں تو دل خالی ہے اور خالی گھر میں ہر ایک گھس جاتا ہے علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں جو صاحب نسبت نہیں وہ پاگل کتے کی طرح ہے جو اِدھر اُدھر دیکھتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس جل جلالہ

ارشاد فرمایا! کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مرغوب ہے اور بندے راغب ہیں اور اس کی دلیل قرآن میں ﴿اِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ﴾ (سورۃ الم نشرح پ۳۰) کہ اپنے رب کی طرف رغبت کرو اور حضرت یوسف کا قول ہے ﴿رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ﴾ (سورۃ یوسف آیت ۳۳) کہ مجھے آپ کے راستے کے جیل خانے زیادہ محبوب ہیں میں نے مراد آباد میں حضرت مولانا شاہ پرتا بگڑھیؒ کے سامنے یہ مضمون پیش کیا کہ اس آیت پر جس کے راستے کے جیل خانے محبوب ہیں بلکہ احب ہیں انکے راستے کے گلستان کیسے ہونگے، حضرت پرتاب گھڑی سن کر مست ہوگئے مجھے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اللہ تعالیٰ کا راستہ ایسے نظر آتا ہے جیسے آفتاب۔ بندے کیلئے اکیلا مولیٰ کافی ہے قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ ﴿اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ﴾ (سورۃ الزمر آیت ۳۶)

مرید کی محرومی

ارشاد فرمایا کہ بعض مرید شیخ کے ساتھ بھی رہتے ہیں ذکر بھی کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو نہ پاسکے اسلئے کہ ﴿ **سمعنا** ﴾ ہے لیکن ﴿ **اطعنا** ﴾ نہیں ہے معلوم ہوا کہ ان کا قلب غیر اللہ سے اور مخلوق سے بھرا ہوا ہے۔

عشاق الٰہی کی قیمت

حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ (**واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم..الایة**) نازل ہوئی تو آپ ﷺ گھر میں تھے فوراً ان لوگوں کی تلاش میں نکلے جن کے ساتھ بیٹھنے کا حکم ہوا تھا یہ کیسے بڑے لوگ تھے جن کے ساتھ نبی کریم ﷺ کو صبر یعنی بیٹھنے کا حکم ہوا یہ اغیار نہیں بلکہ یار ہیں آپ ﷺ عاشق ہیں اور عشاق میں بھی بیٹھنے کا حکم دیا جا رہا ہے ؎

میری زندگی کا حاصل میری زیست کا سہارا
تیرے عاشقوں میں جینا تیرے عاشقوں میں مرنا

عشاق کی مراد ذات الٰہی

﴿**یدعون ربھم اور یریدون الوجه**﴾ سے معلوم ہوا کہ نبوت کا فیض دو چیزوں پر موقوف ہے ایک ذکر الٰہی اور دوسری اللہ تعالیٰ کی ذات کو مقصود بنانا اور یریدون فعل مضارع ہے جو حال اور استقبال دونوں پر دلالت کرتا ہے کہ حالاً بھی اللہ تعالیٰ مراد ہو اور استقبالاً بھی اللہ تعالیٰ مراد ہو اسی طرح نائبین رسول اور اہل اللہ کا فیض بھی مریدین متبعین کو انہی دو باتوں کی وجہ سے ملے گا، اگر کوئی سالک صورتوں پر مر رہا ہے تو پھر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کیسے مراد ہو سکتا ہے۔

عاشقوں کی ایک اور علامت

قرآن مجید نے عاشقوں کی ایک اور علامت بھی بیان فرمائی کہ ﴿ یَبْتَغُوْنَ

فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَاناً﴾ (سورۃ فتح آیت ۲۹) کہ عشاق ہر وقت مرضیات الٰہیہ کو تلاش کرتے رہتے ہیں گناہ کی حسرت کرنے والا بھی نمک حرام ہے اللہ تعالیٰ نے جو گناہ سے منع فرمایا ہے کیا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ظلم سمجھتا ہے عزم تقویٰ کے ساتھ رہو۔ حضرت عمرؓ کا یہ قول کافی ہے﴿ ولا یروغ روغان الثعالب﴾ لومڑیوں والی چال استعمال نہ کرو بلکہ شیر بنو لہٰذا شیخ کا صحبت یافتہ ہونا کافی نہیں بلکہ فیض یافتہ ہونا ضروری ہے۔

حقیقی دولت مند

جس دل میں مولیٰ ہے وہ کس قدر دولت مند ہے مولیٰ جب دل میں آئے گا تو تخت و تاج بکتے نظر آئیں گے نسبت کا ایک وزن ہوتا ہے کیونکہ جس شاخ پہ میوہ آتا ہے وہ شاخ جھک جاتی ہے ، نسبت شیخ کی ہو یا نسبت مع اللہ کی ہو حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ جسے نسبت حاصل ہو جاتی ہے اس کی پہلی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ مخلوق سے محبت کرنا شروع کر دیتا ہے اکرام کرنے لگتا ہے مخلوق کی خطائیں معاف کرنے لگتا ہے اس کے دل میں عظمت الٰہیہ پیدا ہو جاتی ہے۔

وعظ و نصیحت میں نیت

ارشاد فرمایا کہ ناصح اور واعظ اپنے وعظ اور نصیحت میں رضائے الٰہی کے ساتھ اپنے استفادہ کی بھی نیت کرے علامہ شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ﴿وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾(سورۃ الزاریات آیت ۵۵) کہ نصیحت مومنین کے لیے مفید ہے تو نصیحت کرنے والا بھی مومن ہے جسے نصیحت سے فائدہ نہیں ہو رہا وہ اپنے ایمان پر نظر کرے یا تو منافق ہے یا اس کا ایمان کمزور ہے ورنہ یہ آیت مبارکہ نصیحت سے یقیناً نفع ہونے کو بتلا رہی ہے۔ حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی روحانی بیماری میں مبتلا ہو تو اس کے بارے میں

کثرت سے وعظ ونصیحت کرے۔

گناہ اور نیکی کا ثمرہ

ارشاد فرمایا کہ ہر گناہ دوسرے گناہ کو پیدا کرتا ہے اور ایک نیکی دوسری نیکی کا سبب بنتی ہے۔ پھر فرمایا کہ شیطان تاخیر توبہ کا وسوسہ ڈالتا ہے یہ بے غیرتی ہے اور فرمایا کہ گناہ کے ساتھ ذکر اللہ کا نفع تو ہوگا لیکن کافی نہیں ہوگا۔

زرغباً تزدد حباً کی حدیث کا محمل

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اس حدیث مبارکہ پر اشکال ہوا ﴿زرغباً تزدد حباً﴾ کہ کبھی کبھی ملاقات کرو محبت بڑھے گی یہ اشکال ہوا کہ حضرت ابو ہریرہؓ تو ہر وقت ساتھ رہتے تھے تو اس کا جواب علامہ جلال الدین رومیؒ نے دیا کہ ؎

نیست زرغباً وظیفہ عاشقاں
سخت مستسقی است جان صادقاں
نیست زرغباً وظیفہ ماہیاں
زآنکہ بے دریا ندارند انس جاں

زرغباً جو ہے یہ عاشقوں کا طور طریقہ نہیں وہ تو بمنزلہ مچھلی کے ہوتے ہیں جو بغیر دریا کے نہیں رہ سکتی۔

نسبت مع اللہ اور تکبّر

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے اجل خلیفہ مولانا حضرت مسیح اللہ خاں صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ نسبت مع اللہ اور کبر کبھی جمع نہیں ہو سکتے اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ قرآن مجید میں ﴿اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً کہ جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہو جاتے ہیں تو ﴿اَفْسَدُوْھَا﴾ اس کو برباد کر دیتے ہیں ﴿وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّۃَ

اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ﴾(سورۃ النمل آیت ۳۴)اور وہاں کے بڑے لوگوں کو ذلیل وخوار کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جب کسی دل میں آتے ہیں تو اس میں جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے دشمن کبر، ریا وغیرہ ہوتے ہیں ان کو گرفتار فرما لیتے ہیں۔

صدیق کی تعریف

ارشاد فرمایا کہ علامہ آلوسی نے صدیق کی تین تعریفیں فرمائی ہیں اور ایک تعریف اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی

پہلی تعریف:۔جس کے قول اور حال میں فرق نہ ہو۔

دوسری تعریف:۔جس کا باطن ظاہری حالات سے متاثر نہ ہو۔

تیسری تعریف:۔جو دونوں جہاں اپنے محبوب کی خوشی پر فدا کردے۔

یہ تین تعریفیں تو علامہ آلوسیؒ نے فرمائی ہیں،اور چوتھی تعریف جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی کہ جو ایک سانس بھی اللہ تعالیٰ کی نا مرضیات میں مشغول نہ ہو اگر کبھی غلطی ہو جائے تو انھیں رو رو کر منا لے۔

ادب پر حضرت شیخ کا واقعہ

حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ ہم جب حضرت پھولپوریؒ کے مدرسے میں پڑھتے تھے تو ہمیں ایک عمر رسیدہ استاد فارسی پڑھاتے تھے جو حضرت پھولپوریؒ کے مریدین میں سے تھے،ان کی تفہیم اچھی نہیں تھی یعنی وہ بات نہیں سمجھا پاتے تھے لیکن ہم طلباء نے کبھی ان کی شکایت نہیں کی اور یہ اسی کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مثنوی شریف کی شرح لکھوادی جب ایک مرتبہ میں ہندوستان گیا تو استاد کی زیارت کیلئے حاضر ہوا ان کی خدمت میں مثنوی شریف کی شرح پیش کی تو انہوں نے دیکھ کر فرمایا کہ تم نے کہیں اور سے بھی فارسی پڑھی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت صرف آپ سے پڑھی ہے اور یہ اسی کی برکت ہے۔

ماں باپ، استاد اور شیخ کی خدمت

ارشاد فرمایا کہ ماں باپ، استاد اور شیخ کی خدمت رائیگاں نہیں جاتی دنیا میں بھی اس کا فیض ملتا ہے اگرچہ طبعی محبت بھی نعمت ہے لیکن جو محبت اطاعت کے ساتھ ہوتی ہے اس کا نفع کامل ہوتا ہے۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ مرید کا معنیٰ ہے مفقود الارادہ اس میں ہمزہ سلب کا ہے جس کا اپنا کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔

بندہ کے خواب کی تعبیر

حضرت والا نے احقر کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ مولانا جلیل نے باوجود مولوی ہونے کے مجاہدہ مالی اور جانی کیا ہے مجھے ان کی ہمت پر حیرت ہے بندہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت والاؒ کی دعا کی برکت سے گیارہ سال کے بعد اولاد کی نعمت سے نوازہ ہے اور لڑکا عطاء فرمایا ہے بچے کی ولادت کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے کہ شکرانے کے طور پر بیت اللہ کی زیارت کرو بندہ اس خواب کے بعد حرمین شریفین کے سفر کیلئے کوشش کرتا رہا لیکن اسباب نہ بن پائے لیکن جب آپ کے سفر برما اور بنگلہ دیش کا سنا تو بہت زور کا داعیہ پیدا ہوا اور اسباب بھی مہیا ہو گئے۔

حضرت والا نے کچھ دیر توقف کے بعد فرمایا کیا آپ فرض حج کر چکے ہیں؟ بندہ نے عرض کیا جی ہاں تو حضرت والا نے فرمایا کہ نفلی حج میں بیت اللہ شریف کی برکت حاصل ہوتی ہے لیکن اہل اللہ کے پاس اللہ تعالیٰ ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ بیت اللہ سے افضل ہے یہ سن کر بندہ کو بہت تسلی ہوئی اور اسطرح خواب کی تعبیر پوری ہوئی پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ نسبتِ اولیاء صدیقین عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کی تعریف

ارشاد فرمایا کہ جب سات سمندروں کا پانی اور پورے عالم کے درختوں کے قلم

اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو نہ لکھ سکے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمتوں کی تعریف سید الانبیاءﷺ اور شہداء کے خون سے لکھوائی اور جو سر کٹا نہ سکے انھوں نے اپنے خون آرزو سے ثبوت پیش کیا جو وہ اپنی حسرتوں کو پامال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی عظمتوں کی تعریف ان کے خون آرزو سے لکھوا دیتا ہے یہ بھی قیامت کے دن شہداء کی صف میں کھڑے ہونگے۔

صحبت یافتہ عالم اور غیر صحبت یافتہ عالم کی مثال

ارشاد فرمایا کہ حضرت پھولپوریؒ فرماتے تھے کہ غیر صحبت یافتہ عالم کی مثال کچے کباب کی سی ہے جس سے قے اور متلی ہوگی بزرگوں کی باتیں تو نقل کرے گا لیکن اس میں خوشبو نہ ہوگی اور صحبت یافتہ تلے ہوئے کباب کی طرح ہے کہ جس کی خوشبو ہر سو پھیلے گی پھر ارشاد فرمایا کی اگر علماء درد دل حاصل کرلیں تو تین علماء بنگال کیلئے کافی ہیں کسی اللہ والے کے پاس ۴۰ دن لگاؤ اور ہمت تقویٰ حاصل کرو۔

اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کا انعام

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں سات اشخاص کا قیامت کے دن عرش کے سائے تلے ہونے کا ذکر ہے اس میں ایک وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کیلئے دوسرے سے محبت کرتا ہے لہٰذا محبت کرو چھوٹی چھوٹی باتوں سے دل چھوٹا نہ کرو، میں کہتا ہوں جہاں سایہ ہوگا وہاں حساب نہ ہوگا جہاں حساب ہوگا وہاں سایہ نہ ہوگا کیا اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے تلے بلا کر دوزخ میں ڈال دیں گے یہ نہیں ہوسکتا۔

بینک کی نوکری

ارشاد فرمایا کہ بینک کی نوکری حرام ہے بینک کی ترقی پر کسی کو مبارک باد نہ دو ورنہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوجائے گا یہ ترقی تو جمعدار کی ترقی ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کی شان

ارشاد فرمایا کہ میں اس شیخ کا غلام ہوں کہ ایک رئیس نے ان کی دعوت کی جب حضرت دسترخوان پر بیٹھ چکے تو اس نے حضرت امام بخاریؒ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت نے اپنی لاٹھی جس کا نام عبدالجبار رکھا ہوا تھا سرسوں کے تیل میں ڈوبی رہتی تھی اٹھائی اور ایک لگائی وہ رئیس گر پڑا اسے نوکر اٹھا کر اندر لے گئے اور دروازہ بند کر دیا اور حضرت بھی خانقاہ چلے آئے بعد میں جب وہ رئیس مرنے لگا تو حضرت پھولپوریؒ کو بلا کر معافی مانگی۔

زاہدانہ مزاج اور عاشقانہ مزاج کا فرق

ارشاد فرمایا کہ چوکنے رہو اور دل میں حرام لذت نہ گھسنے دو جسطرح جہاد میں ہوشیار اور چوکنا رہتے ہیں ایسی فرمانبرداری ہو گی تو اللہ تعالیٰ ملتے ہیں جگر کے استاد اصغر گونڈویؒ کا شعر ہے ؎

جانِ مشتاق مری موج حوادث کے نثار
جس نے ہر لحظہ دیا درسِ محبت مجھ کو

زاہدانہ مزاج کا تقویٰ معمولی ہوتا ہے اور عاشقانہ مزاج کا تقویٰ زیادہ ہوتا ہے بشرطیکہ عاشقانہ مزاج فاسقانہ نہ ہو۔

درود شریف کا ٹکٹ

ارشاد فرمایا کہ یہ سرکاری دعا ہے لہٰذا سرکار میں مقبول ہو گی لیکن درود شریف کا ٹکٹ ضروری ہے حضرت عمرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ دعا میں درود شریف پڑھا کرو ورنہ اوپر نہ جائیگی اور علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ درود شریف یقینی مقبول ہے لہٰذا دعا کے آگے اور پیچھے لگا لو وہ مالک کریم ہے جو درود شریف قبول کرلے گا تو دعا بھی قبول کرے گا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

علماء کی فضیلت

ارشادفرمایا کہ تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی سند سے ایک حدیث ذکرفرمائی ہے نبی کریم ﷺ کاارشادمبارک ہے کہ علما کی جماعت کو جنت میں جانے سے روک دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ میدان محشر میں اپنے دوستوں کو بھی لے کرآؤ کیونکہ جنت میں داخلے کے بعد کسی کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہوگی۔صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ ایک عالم کتنے لوگوں کو لے جاسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جتنے آسمان کے ستارے۔

اہل اللہ کی قیمت

ارشادفرمایا کہ بخاری شریف میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والوں کے بارے میں حدیث ہےجس کے آخر میں یہ جملہ ہے﴿ **لایشقی بھم جلیسھم** ﴾ کہ ان کے پاس بیٹھنے والاشقی اور بد بخت نہیں ہوسکتا، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ﴿ **ان جلیسھم یندرج معھم** ﴾ کہ ان کے پاس بیٹھنے والے اللہ تعالیٰ کی نظر میں انہیں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

ناامیدی کفر ہے

ارشادفرمایا کہ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ناامیدی کوکفرقرار دیا کہ اگر میری رحمت سے ناامید ہوگئے تو دوزخ میں ڈال دوں گا تو گویا اپنی محبت اور رحمت کو امیدوار بنارہے ہیں اگر ناامید ہی رکھنا ہوتا تو امید کوفرض قرارنہ دیتے اور ناامیدی کو کفر قرار نہ دیتے۔

اللہ تعالیٰ کی اشد محبت

ارشادفرمایا کہ کان پور میں مجھ سے مفتی منظور صاحب جو کہ میرے دوست ہیں مجھ سے سوال کیا کہ اگر تاجر تجارت میں دل نہ لگائے تو تجارت کیسے چلے گی اگر کسان

کھیتی باڑی میں دل نہ لگائے تو کھیتی کیسے ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ کی محبت اور ان کی محبت کو کیسے جمع کیا جاسکتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ غلط ہے کہ دنیا کو لات مارو بلکہ سب سے محبت کرو لیکن اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرو مال سے محبت ہونا انسان کی فطرت ہے جیسے قرآن مجید میں ہے﴿ وَاِنَّہٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ ﴾(سورۃ العادیات پارہ ۳۰) کہ انسان مال کی شدید محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے﴿ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ﴾(سورۃ البقرہ آیت ۱۶۵) کہ ایمان والے اللہ تعالیٰ سے اشد محبت کرتے ہیں اسی کو جگر مرادی آبادی مرحوم نے بیان کیا۔

میرا کمال عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

والذین اٰمنوا جملہ خبریہ لانے کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اشد محبت کو جملہ خبریہ سے فرمایا ہے حکم نہیں فرمایا، اسلئے کہ جب اسے پہچان لیں گے تو خود محبت ہو جائے گی کیونکہ کوئی حسین یہ نہیں کہتا کہ مجھ سے محبت کرو بلکہ محبت خود ہو جاتی ہے جن کا ایمان درست ہوگا ان کو خود بخود اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جائے گی اگر محبت الٰہی کمزور ہے تو یہ ایمان کے کمزور ہونے کی علامت ہے یہ ناقص مؤمن ہے کامل مؤمن نہیں ہے۔

حضرت شیخ کا بندہ کے بارے میں حسن ظن

حضرت والا نے بندہ سے فرمایا کہ تم بڑی قربانی کر کے آئے ہو اور ماشاء اللہ میری باتیں نقل کر رہے ہو یہ شدید تعلق کی علامت ہے پھر ارشاد فرمایا کہ اعظم گڑھ کے ہال میں پانچ خلفاء تھے حضرت خواجہ مجذوبؒ، حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ ،حضرت مولانا وصی اللہ خان صاحب، حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحبؒ اور حضرت مولانا

شاہ ابرار الحق صاحبؒ۔ حضرت خواجہ مجذوبؒ صاحب کا بیان ہو رہا تھا اور یہ حضرات سن رہے تھے حالانکہ خواجہ صاحب عالم بھی نہ تھے تو شاہ ابرار الحقؒ نے فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت خواجہ صاحب حضرت تھانویؒ کی بات لفظ بلفظ نقل کرتے تھے اور شیخ کے بہت عاشق تھے۔

اہل اللہ سے بدگمانی

ارشاد فرمایا کی بعض لوگ علم قلیل کی وجہ یا محبت سے محرومی کی وجہ سے جلد دین کے خادموں کے ساتھ بدگمان ہوجاتے ہیں حضرت حکیم الامت فرماتے تھے بدگمانی کے دو اسباب ہیں ا۔قلتِ علم ۲۔قلت محبت

اگر محبت ہے تو کم علمی نقصان دہ نہیں ہے اور حضرت تھانویؒ فرماتے تھے کہ مجھے اہل محبت پر اعتماد ہوتا ہے اہل عقیدت پر اعتماد نہیں ہوتا کیونکہ عقیدت خایہ خر (گدھے کے خصیے) کی طرح ہے کبھی خوب ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی غائب ہوجاتے ہیں اہل محبت ساری زندگی وفا کرتے ہیں جبکہ اہل عقیدت بدگمان ہوجاتے ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ نے مرتدین کے مقابلے پر اہل محبت کو ذکر فرمایا کیونکہ وہ ہمیشہ باوفا رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کا نام

ارشاد فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کا نام رکھا ہے، عاشق کیف و مستی ناواقف انتظام ہستی۔

بدنظری کا وبال

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ نظر کی حفاظت پہ حلاوت ایمانی کا وعدہ ہے تو بدنظری پر حلاوت سلب کر لی جائے گی لہٰذا بدنظری کر کے قرآن شریف کی تلاوت کرے گا تو بے کلی و بے چینی پائے گا پھر فرمایا کہ بدنظری سے تین منٹ کا حرام مزہ ملتا ہے اور ۲۳ گھنٹے اور ۵۷ منٹ عذاب ملتا ہے جبکہ نظر بچانے پر

تین منٹ کی حسرت ملتی ہے اور باقی وقت عیش وعشرت ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا وبال

ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتے ہیں تو مخلوق میں اس کی محبوبیت ختم کردی جاتی ہے اسلئے رضامندی پر ﴿سَیَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا﴾ (سورۃ مریم آیت ۹۶) کا وعدہ ہے اور جب ناراض ہوتے ہیں تو اس کا عکس کر دیا جاتا ہے اس شخص کا بولنا، سننا قلب وقالب سب بے کیف ہوجاتا ہے قوت ذائقہ بھی بے کیف ہوجاتی ہے پورا عالم بے کیف ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کی قیمت بتلائی ﴿وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكۡبَرُ﴾ (سورۃ توبہ آیت ۷۲) اس میں رضوان کی تنوین برائے تقلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی خوشی بھی بہت عظیم ہے تو پھر اس اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی ناراضگی بھی عظیم ہے۔

گنہگار کے آنسو کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ گنہگار کے آنسوؤں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلئے عظمت ہے کہ جب بادشاہ کسی دوسرے ملک سے کوئی موتی منگواتا ہے تو اس کی قدر و قیمت زیادہ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں عالم جبروت میں آنسو نہیں ہیں اسلئے دنیا سے منگوائے جاتے ہیں یہ بات مجھ سے میرے شیخ حضرت مولانا پھولپوریؒ نے بیان فرمائی اور بزرگوں سے سنی ہوئی بات کتابوں سے افضل ہے کہ جیسے صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں قال خلیلی ﷺ، صرف کتب کا حوالہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ قطب کا حوالہ بھی دیا کرو۔

حضرت شیخ کی وجدانی کیفیت

ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مجھے اپنی محبت کی کیفیت دیتا ہے تو بادشاہوں کے تخت وتاج بکتے ہوئے چاند وسورج مانند ہوتے ہوئے، حسینوں کا نمک جھڑتا ہوا نظر

آتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ اختر پہ زمین و آسمان کے خزانے برسادے تو پورے عالم میں خانقاہیں، مساجد و مدارس بنوادے، علماء کے قرضے ادا کردے ان کے مکانات بنوادے، فیکٹریوں میں ان کے شیرز رکھوادے تاکہ وہ کسی کے محتاج نہ رہیں۔

دوزخ اور اعمال دوزخ سے پناہ مانگنا

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص دوزخ سے تو پناہ مانگتا ہے لیکن اعمال دوزخ سے پناہ نہیں مانگتا تو عبس ہے اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے ایک ایسی دعا امت کو تلقین فرمائی جس میں جنت اور اعمال جنت دونوں کو مانگا گیا ہے اور دوزخ اور اعمال دوزخ دونوں سے پناہ مانگی گئی ہے، وہ دعا یہ ہے ﴿**اللّٰھم انی اسئلک الجنة وما قرب الیھا واعوذبک من النار وما قرب الیھا**﴾ ترجمہ:۔ اے اللہ تعالیٰ میں آپ سے سوال کرتا ہوں جنت کا اور ان عمال کا جو جنت سے قریب کردیں اور میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے اور ان اعمال سے جو دوزخ سے قریب کردیں۔

اس دعا میں پورا دین مانگا گیا ہے اسلئے کہ پہلے حصے میں سب معروفات آگئے اور دوسرے میں سب منکرات آگئے۔

نیک اعمال کی توفیق

ارشاد فرمایا کہ نیک اعمال کی توفیق بھی اہل توفیق کی صحبت سے ملتی ہے جب اہل اللہ کے تذکرے سے رحمت نازل ہوتی ہے جبکہ وہ خود وہاں موجود نہ ہوں تو اگر وہ خود وہاں موجود ہوں تو کس قدر رحمت نازل ہوگی انسان کی قسمت اہل اللہ کے پاس بدل جاتی ہے۔

قبولیت دعا کی علامت

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت مولانا پھولپوریؒ نے فرمایا کہ جب دعا میں آنسو بہہ جائیں تو سمجھ لیں کہ قبولیت کی رسید آگئی۔

پیر کی ضرورت

ارشاد فرمایا کہ پیر وہ ہے جو دل کی پیرا (درد) نکال دے اللہ تعالیٰ کا ذکر تلوار ہے لیکن یہ تلوار کام جب دکھائے گی جبکہ کسی شیخ کے ہاتھ میں ہوگی شیخ نفس کے ٹائر سے ہوا نکالتا رہتا ہے اگر شیخ ڈانٹ لگا دے تو اسے نعمت سمجھو اگر شیخ نہ بھی ڈانٹے تو مایوس نہ ہو حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے حاجی امداد للہ صاحبؒ ڈانٹنا اور خفا ہونا جانتے ہی نہ تھے لیکن ان کا فیض اور نسبت اس قدر قوی تھی کہ کوئی صحبت والا ناکام نہ ہوتا تھا۔

تقاضائے شدید پر صبر کا انعام

ارشاد فرمایا کہ تقاضا شدید ہوگا تو صبر بھی شدید ہوگا جب صبر شدید ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی معیت خاصہ بھی شدید نصیب ہوگی اور معیت کلی مشکک ہے ہر ایک کے ساتھ الگ ہوتی ہے۔ جو معیت پیغمبروں کے ساتھ ہوتی ہے وہ صدیقین کے ساتھ نہیں ہوتی میرے شیخ پھولپوریؒ فرماتے ہیں کہ تعلق مع اللہ کلی مشکک ہے سجدہ میں اور رکوع میں اور نماز میں اور حج میں اور ہر عبادت میں الگ ہے اور نظر بچانے پر الگ ہے اور نظر بچانے پر ایسی تجلیات اترتی ہیں کہ انسان خود محسوس کرتا ہے حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ نفس کو جس قدر تقویٰ میں غم پہنچتا ہے اسی قدر اس کی روح میں نور آتا ہے۔

عارف کی عبادت

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ نے فرمایا کہ اللہ والوں کے پاس جانے سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگی پھر تمھاری دو رکعت بطور عارف کے غیر عارف کی لاکھ رکعت سے افضل ہوگی جس مقام سے عارف اللہ کہتا ہے اس مقام سے غیر عارف نہیں کہہ سکتا جسطرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کہیں اور ہمارے نبی ﷺ اللہ کہیں وہ

دوسروں سے بڑھ جائے گا کیونکہ آپ ﷺ نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کہ زیارت کی ہے۔

معراج جسمانی

آپ ﷺ کو معراج جسمانی عطا ہوئی تھی اور دلیل قرآن مجید کی آیت ہے ﴿ سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ ﴾ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱) اور عبد اس وقت بنتا ہے جب جسم ہو کیونکہ خالی روح تو عبدیت نہیں کرسکتی عبدیت کیلئے جسم ضروری ہے۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ کہاں سے گئے تھے جبکہ آسمان میں سوراخ نہیں تو اس بات پر اتفاق ہے کہ آدم علیہ السلام جنت سے آئے تھے جس راستے سے آدم علیہ السلام آئے تھے اس راستے آپ ﷺ گئے تھے۔

ڈاکٹر ڈارون کا نظریہ

ارشاد فرمایا ڈاکٹر ڈارون نے نظریہ پیش کیا کہ انسان بندر کی اولاد ہیں کسی نے حضرت حکیم الامتؒ سے کہا کہ آپ اس نظریے کی رد لکھیں تو آپ نے فرمایا کہ ہر شخص کو اپنا خاندان پیش کرنے کا اختیار ہے ہم نبی زادے ہیں وہ اپنے کو بندر زادے کہتے ہوں تو ضرور کہیں ہمیں کیا اعتراض ہے۔

شیخ کے ساتھ سفر

اگر کوئی محبت کے ساتھ شیخ کے ساتھ سفر کر رہا ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ قیامت والے دن بھی ساتھ ہوگا اور شیخ کے دین میں حصہ دار بھی ہوگا۔

عاشق مولیٰ اور دریا کا کنارہ

اسی دوران ارشاد فرمایا اکثر اولیاء اللہ نے دریاؤں کے کناروں پر خانقاہیں بنائی ہیں کیونکہ اسکی لہر سے دل میں لہر اٹھتی ہے اور خواب میں پانی دیکھنا معرفت حاصل ہونے کی دلیل ہے جنت میں سب سے پہلے جنتیوں کو مچھلی کا جگر کھلایا جائیگا کیونکہ

مچھلیاں بہت معرفت رکھتی ہیں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پہلے پانی پر تھا تو اللہ تعالیٰ مقرب مخلوق کو مقربین کی پہلی غذا بنائیں گے

سورج کا قرب اور چاند

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سیارہ عطارد کو چاند نہیں دیا کیونکہ وہ سورج کے قریب ہے اور وہ ہر وقت روشن رہتا ہے معلوم ہوا کہ جو سورج کے قریب ہونگے ان کو چاند کی ضرورت نہیں تو جو اللہ والے قرب کا سورج لیے ہوئے ہیں انہیں چاندوں کی ضرورت نہیں۔

معیت الصالحین

ارشاد فرمایا کہ گناہ کرنے والا بھی اپنے آپ کو برا سمجھتا ہے لیکن اپنی نالائقی کا علم علاج کیلئے کافی نہیں جیسے کسی کو ڈاکٹر نے گردے میں پتھری بتلائی ہو تو صرف علم ہونے سے علاج نہیں ہوگا جب تک دوا اور پرہیز نہ کرے اس طرح بہت سارے سالکین کو روحانی بیماری کا علم ہے لیکن صحت حاصل نہیں علم پر عمل کرنے کیلئے قوت ارادیہ اور ہمت کی ضرورت ہے اور وہ اہل ہمت سے ملتی ہے

انسانی طبیعت کی خاصیت

ارشاد فرمایا کہ امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی طبیعت میں صفات و اخلاق کا عکس حاصل کرنے کا مادہ اور خاصیت رکھی ہے اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں یہ صلاحیت نہیں رکھی کسی سور کو ہرن کے ساتھ رکھو تو اسکی عادت تبدیل نہیں ہوگی کسی مکھی کو پروانے کے ساتھ رکھو تو اس کی خصلت تبدیل نہیں ہوگی کیونکہ انہیں ولی اللہ نہیں بنانا تھا اور انسان کو ولی اللہ بنانا تھا کسی ولی اللہ کی صحبت سے انسان ولی اللہ بن جاتا ہے پھر ارشاد فرمایا کہ جو سالک اللہ اللہ کرتے ہیں ان میں شیخ کا فیض جذب کرنے کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے۔

گناہ کی علامت

ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے گناہ کی دو علامتیں بیان فرمائی۔

۱۔﴿ ماحاک فی الصدر ﴾

جس سے دل میں کھٹک اور پریشانی پیدا ہو جائے یہ دلیل ہے کہ یہ منکر ہے ورنہ معروف سے کھٹک پیدا نہیں ہوتی۔

۲۔﴿و کرھت ان یطلع علیه الناس﴾

اور مخلوق کے جاننے سے پریشانی رہے اختر عرض کرتا ہے جب نفس کوئی کام کا تقاضا کرے تو کہو کہ میں دوستوں سے مشورہ کرلوں اور دعا کروالوں انشاء اللہ تعالیٰ اس سے نفس اپنا تقاضا بھول جائے گا۔

نظر کی حفاظت پر ایمانی حلاوت کا وعدہ

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نظر کی حفاظت پر حلاوت ایمانی کا نقد وعدہ کیوں فرمایا ہے؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ دل جسم کا بادشاہ ہے اگر بادشاہ مزدوری کرے تو اس کی اجرت زیادہ ہوگی تو نظر کی حفاظت پر دل دکھ اٹھاتا ہے ٹوٹتا ہے اور حدیث شریف میں ہے ﴿ انا عند المنکسرة قلوبھم ﴾ کہ میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس رہتا ہوں اسلئے حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے پانے والے وہ لوگ ہیں جو اوامر کا امتثال اور مناہی سے اجتناب کرنیوالے ہوں ﴿ ولا یروغ روغان الثعالب ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں لومڑیانہ چال چلنے والے نہ ہوں۔

تیرے حکم کی تیغ سے ہوں میں بسمل
شہادت نہیں میری محتاج خنجر

شہید کافر کی تلوار سے خون آلود ہے اور عاشق اللہ تعالیٰ کے حکم کی تلوار سے خون آلود ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب ازلی وابدی ہے اور جنت کی نعمتیں ابدی تو ہیں ازلی نہیں ہیں ازل کی تجلیات سے جنت بھی محروم ہے تا کہ کوئی اسکا ہمسر نہ ہو جائے چونکہ وہ ولم یکن لہ کفواً احد ہے اور دنیا کی شراب (مراد دنیا کی نعمتیں) نہ ازلی ہے نہ ابدی بلکہ بہت گھٹیا ہے۔

حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پوری دنیا کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے ہاں اگر مچھر کے پر برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک قطرہ پانی بھی نہ ملتا۔

اہل اللہ کے پاس جانے کا مقصد

اہل اللہ کے پاس کمیات کیلئے نہ جائے کیونکہ کمیات میں فرق نہیں ہوتا وہ بھی اتنی ہی فرض نماز کی رکعتیں پڑھتے ہیں جتنی عام مسلمان پڑھتے ہیں لیکن کیفیات میں فرق ہے اہل اللہ جب سجدہ کرتے ہیں تو اپنا جگر رکھ دیتے ہیں اور اپنی روح کی صورت مثالیہ کو رکوع سجود کرتے دیکھتے ہیں لہذا اہل اللہ کے پاس کیفیات احسانیہ میں ترقی کیلئے جائے کیونکہ ان میں منتقل ہونے کی شان ہوتی ہے۔

حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوریؒ فرماتے تھے کہ احسان کا معنیٰ ہے حسین کرنا یہ کیفیات اسلام اور ایمان کو حسین کر دیتی ہیں۔

نفس کا خون

فرمایا کہ شیر جنگل کا بادشاہ ہے کیونکہ وہ جانوروں کا خون پیتا ہے لہذا کتنا طاقت ور ہے حالانکہ شیروں کی تعداد کم ہوتی ہے لیکن جنگل پر بادشاہت کرتے ہیں اسی طرح جو اپنے نفس کا خون پیتا ہے وہ روحانی طور پر بہت طاقتور ہوتا ہے بادشاہت کرتا ہے جس نے اس نفس کا خون نہیں پیا اس نے اس شخص کا روحانی خون پی لیا چاروں شانے چت گرا دیئے جب اس نفس کا خون پیا جاتا ہے تو اللہ والوں کو دھڑام سے گرتا ہوا نظر

آتا ہے ایسا دیوانہ جو خون آرزو پیتا ہے وہ ایک بھی ہو سارے عالم کو بیدار کیے رہتا ہے ۔

ہر نفس پیتا ہو خون آرزو
ایسا دیوانہ خدارا چاہئے

اللہ تعالیٰ کے قرب کی مٹھاس

تائب صاحب نے اشعار پڑھتے ہوئے جب یہ شعر پڑھا۔

محسوس تو ہوتے ہیں دکھائی نہیں دیتے
اس چومنے والے کے ہیں لب اور طرح کے

تو حضرت والا نے فرمایا کہ اسی پر میرا ایک فارسی شعر ہے ۔

از لب نادیدہ صد بوسہ رسید
من چہ گویم روح را چہ لذت کشید

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نظر نہ آنے والے لبوں سے سینکڑوں بوسے لیتے ہیں میں بیان نہیں کرسکتا کہ روح کیا لذت حاصل کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرب جنت سے اعلیٰ

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی لذت جنت سے بھی بڑھ کر ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی۔

﴿اللّٰھم انّی اسئلک رضاک والجنّة﴾

اس میں واؤ عاطفہ ہے جس کا تقاضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا کی ڈش اور ہے اور جنت کی ڈش اور ہے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو جنت کا خیال بھی نہیں آئیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہیں اور جنت صرف ابدی ہے اور مومن کے عشق میں بھی ابدیت کی شان ہے کیونکہ

اس کی نیت ابدی ہوتی ہے کہ جب تک زندہ رہیں گے ان کے بن کر رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اور جنت میں کتنا بڑا فرق ہے۔

اللہ والوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آنا

ارشاد فرمایا کہ جنوبی افریقہ میں جہاں سونا نکلتا ہے وہ مٹی سونے کے ساتھ لگے رہنے کی وجہ سے سنہری ہوگئی تو اللہ والوں کے دل میں جب اللہ تعالیٰ کا نور آتا ہے تو وہ خون کے ذریعے ان کے رگ و ریشے میں پہنچ جاتا ہے تو ان کا ذرہ ذرہ نورانی ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے انہیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے راستے کا قفل (تالا)

ارشاد فرمایا کہ خواہشات نفسانی اللہ تعالیٰ کے راستے کا تالا ہے ان کا خون چوس لو یہ مطلب نہیں کہ خودکشی کرلو بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلو جہاں منع کردے وہاں رک جاؤ جہاں اجازت دے کرلو۔ مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں ؎

چوں ہوا تازہ ایماں تازہ نیست
کئیں ہوا جز قفل آں دروازہ نیست

جب تک خواہشات تازہ ہے ایماں تازہ نہیں ہوتا یہ خواہشات ہی اللہ تعالیٰ کے دروازے کا تالا ہے۔

اہل ذکر سے مراد

ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے ﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (سورۃ النحل آیت ۴۳) ترجمہ:۔ کہ اہل ذکر سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو اور اہل ذکر سے مراد علماء ہیں کہ اگر تم لاتعلمون ہو تو یعلمون سے پوچھو اہل علم کو اہل ذکر سے کیوں تعبیر کیا؟ تاکہ علماء ذکر الٰہی سے غافل نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی یاد کا نشہ

ارشادفرمایا! اللہ تعالیٰ کی ذات اور یاد ازلیت اور ابدیت کا نشہ رکھتی ہے۔ ؎

تیرے جلوؤں کے آگے ہمت شرح و بیاں رکھ دی
زبان بے نگاہ رکھ دی نگاہ بے زباں رکھ دی

اس لئے اللہ تعالیٰ کی یاد میں جو مست رہتے ہیں وہ دونوں جہاں سے مستغنی ہوجاتے ہیں وہ جنت کو بھی اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر اور عاشقوں کا محل سمجھ کر مانگتے ہیں اور دنیا تو ہے ہی خراب، حلال بھی مچھر کے پر کے برابر نہیں حرام کی تو کیا حیثیت ہے یہ دارالامتحان ہے ؎

دنیا میں میں رہتا ہوں طلبگار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

گناہ کا اثر

ارشادفرمایا گناہ کیلئے بے چینی لازم ہے اور کتنی بے چینی جیسی دوزخ میں ہوگی۔ ﴿لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی﴾ (سورۃ اعلیٰ پارہ ۳۰) نہ وہ دوزخ میں مریں گے اور نہ جئیں گے کیونکہ گناہ دوزخ کی شاخ ہے اور شاخ میں مرکز کا اثر ہوتا ہے جس طرح مرکز کا علاج اللہ تعالیٰ اپنے قدم کی تجلی سے فرمائیں گے اس طرح نفس کا علاج اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی سے ہوگا۔

بدنظری اور دل

ارشادفرمایا! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّکِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (سورۃ الفتح آیت ۴)

ترجمہ:۔ ''کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو سکینہ نازل کرتی ہے مومنین کے دلوں پر''

اور بدنظری ایسی لعنت ہے جس سے دل ہی غائب ہوجاتا ہے تو جب دل ہی

نہیں تو سکینہ کہاں نازل ہوگا؟ لہٰذا اللہ والا بننا اور صاحب نسبت بننا فرض عین اور ہر شئی سے مقدم ہے پہلے ان کے بن جاؤ پھر اور سب ہے ان کے بغیر چین نہیں ملے گا لہٰذا عورتوں سے بھی بچیں اور لڑکوں سے بھی بچیں اور گناہ کو دیکھنا اور سننا بہت خطرناک ہے ایک نہ ایک دن گناہ میں گر جاؤ گے۔

مرشد کا فیض

ارشاد فرمایا میں حضرت ہردوئی کے ساتھ ایک جگہ گیا تو گلی میں مکانوں کے سامنے سبزہ وغیرہ لگا ہوا تھا ایک مکان کے باغیچہ میں ہر شئے مرتب منظّم تھی جب کہ دوسرے مکان کا باغیچہ جیسے کوئی جھاڑ جھنگاڑ ہو تو حضرت ہردوئی رک کر احباب سے فرمایا کہ ان دونوں باغیچوں میں فرق اس لئے ہے کہ ایک کا مالی ہے اور ایک کا مالی نہیں ہے یہی مثال مرشد کی ہے کہ وہ مرید کے دل سے نفس کی جھاڑیاں اکھاڑتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا باغ لگاتا رہتا ہے لیکن اس کی دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ مرید شیخ کو اپنا دل پیش کرے دوسرا مرید اپنے نفس کا خون پئے اور اس کی مخالفت کرے۔

سلوک کا نچوڑ

ارشاد فرمایا کہ تصوف اور سلوک کا حاصل اور نچوڑ یہ ہے کہ اپنے نفس کو دشمن سمجھے ورنہ زندگی گزر جائیگی اور خدا نہ ملے گا اور بغیر خدا کے دنیا سے جاؤ گے اور یہ بات کہ نفس دشمن ہے یہ بات بتانے والے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ ہیں آپ ﷺ نے جملہ خبریہ کے ذریعے خبر دی ہے۔

﴿انّ اعدیٰ عدوّک الذی بین جنبیک﴾

ترجمہ:۔ بیشک تیرا سب سے بڑا دشمن تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

عشرت اور حسرت

ارشاد فرمایا کہ عشرت میں انسان شکر کے راستے سے اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے اور

حسرت میں صبر کے راستے سے پہنچتا ہے ؎

ہے اسی طرح سے ممکن تیری راہ سے گزرنا
کبھی دل پہ صبر کرنا کبھی دل سے شکر کرنا

(دیوان اختر)

لیکن عشرت کا راستہ خطرناک ہے لوگ عیش پرست ہوجاتے ہیں لیکن حسرت میں آہ وزاری اور بیقراری ہوتی ہے جس سے جلد منزل تک پہنچ جاتا ہے جیسے نظر بچانے کا غم اٹھایا اور تلملا کے رہ گیا یعنی کسی کے رخسار کے تل سے نظر بچا کے بلبلا کے رہ گیا اس پر پھر حلاوت ایمانی دل میں آتی ہے اور نور تقویٰ پیدا ہوتا ہے پھر یہ حلاوت ایمانی اور نور، خون کے ذریعے پورے جسم میں سپلائی ہوتا ہے اور چہرے پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے۔

(مأخوذ از سفرنامہ رنگون وڈھاکہ)